35

# تذکرہ
# حضرت شاہ بلاول قادریؒ

مرتبہ و مولفہ

میاں اخلاق احمد ایم اے

Marfat.com

Marfat.com

# تذکرہ

# حضرت شاہ بلاول قادریؒ

روضۂ مبارک

گھوڑے شاہ روڈ (باغ راجہ دینا ناتھ) چاہ میراں لاہور

Marfat.com

Marfat.com

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن
اقبالؔ

# تذکرہ حضرت شاہ بلاول قادریؒ

## سوانح حیات حضرت شاہ بلاول قادریؒ

المشہور

# حضرت شاہ بلورؒ

مرتبہ و مؤلفہ


میاں اخلاق احمد ایم - اے

۳۳۳ شاد باغ لاہور


Marfat.com

۲۹۷،۴۹۲
ب۳۳ ، ل
22870
(ک-۳)
DATA ENTERED
Marfat.com

# فہرست


| نمبر شمار | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|
| (۱) | تعارف | ۸ |
| (۲) | پیش لفظ | ۱۷ |
| (۳) | اسم والقاب، ابتدائی تعلیم و حالات حضرت شاہ بلاول قادریؒ | ۲۱ |
| (۴) | درس و تدریس | ۳۴ |
| (۵) | اخلاق و عادات حضرت شاہ بلاول قادریؒ | ۴۷ |
| (۶) | خوارق و کرامات حضرت شاہ بلاول قادریؒ | ۵۳ |
| (۷) | وصال و تاریخ وفات حضرت شاہ بلاول قادریؒ | ۵۶ |
| (۸) | مزارِ حضرت شاہ بلاول قادریؒ | ۵۷ |
| (۹) | تولیت و نگرانی مزار حضرت شاہ بلاول قادریؒ | ۶۵ |
| (۱۰) | شجرہ بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ حضرت شاہ بلاول قادریؒ | ۶۸ |


Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ)

تعدادِ اشاعت پانچ سو
مطبوعہ آر ایس ٹی پرنٹرز لاہور
طبع اوّل
ناشر میاں اخلاق احمد ایم اے ۳۴۳ شادباغ
لاہور
سالِ تصنیف ۱۹۷۴ء
سالِ طباعت ۱۹۷۵ء
زیرِ اہتمام چودھری محمد انور کاچھو
کتابت حافظ رفیق احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدِ ہجویر مخدومِ امم

مرقدِ او پیرِ سنجر را حرم

خاکِ پنجاب از دمِ او زندہ گشت

صبحِ ما از مہرِ او تابندہ گشت

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مرحوم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک
حکمتِ دینی برد فوقِ فلک

# تعارف

راقم الحروف اس سے قبل حضرتِ خواجہ سید خاوند محمود المعروف حضرت ایشاںؒ نقشبندی، بخاری ثم لاہوری کے حالات و واقعاتِ زندگی اور آپ کے علمی و روحانی فیوض و برکات پر ایک کتاب سپردِ قلم کر چکا ہے جسے شائع ہوئے قریباً ایک سال کا عرصہ ہوا ہے اس تذکرے میں میں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود بقدرِ امکان حضرتِ ایشاںؒ کے حالاتِ زندگی جتنے کتبِ مروجہ سے حاصل ہو سکتے تھے۔ یکجا فراہم کر دیئے میری اس ناتمام کوشش کو علمی حلقوں نے اور خاص کر ان احباب نے جو صوفیائے کرام کی مقدس زندگی سے والہانہ الفت رکھتے تھے بے حد پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اس خاکسار کو بعض دلی دوستوں کے اصرار اور قلبی محبوں کی درخواست نے مجبور کیا کہ میں حضرت شاہ بلاولؒ جو حضرتِ ایشاںؒ کے ہم عصر اور ہمسائیگی میں اقامت رکھتے تھے کے حالات و واقعاتِ زندگی اور آپ کے علمی و روحانی

Marfat.com

فیوض و برکات قلمبند کر دوں۔ تلاشِ بسیار کے بعد چند کتب و تذکرے دستیاب ہوئے جن میں آپؒ کا ذکر ضمناً یا تصریحاً مذکور تھا۔ بعض تذکروں میں محض تکرار مضمون تھا ان کے علاوہ بعض ایسی کتابوں کی نشاندہی ہوئی جو میرے لیے مفید ہو سکتی تھیں مگر ان کتابوں کا ملنا فی الحال دشوار ہے بر حال اس تذکرے میں جس قدر مواد حضرت شاہ بلاولؒ کے متعلق فراہم ہو سکا ہے درج کر دیا ہے اگرچہ کسی کتاب کو بھی کسی زمانے میں حرفِ آخر نہیں کہا جا سکتا، تحقیق و تلاش ہر زمانے سے وابستہ رہی ہے اور رہے گی اس سعی و کاوش کے باوجود مزید تحقیقات اور تجسس کی گنجائش موجود ہے۔

حضرت شاہ بلاولؒ سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے اس سلسلے کے امام اول حضرت رضا ابن حضرت موسےٰ کاظم المتوفی ۲۰۸ھ ہیں ان سے حضرت شیخ معروف کرخی بن فیروزؒ المتوفی ۲۰۶ھ نے اخذ فیض کیا۔ اس طرح یہ سلسلہ حضرت سری سقطیؒ اور حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اور حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ سے گزرتا ہوا حضرت سید عبدالقادرؒ جیلانی حسنی الحسینی المتوفی ۵۶۱ھ تک پہنچتا ہے۔ آپ اس سلسلے کے بانی ہیں۔ اسی لیے یہ سلسلہ آپ کے نام

---

لہ محبوب الواصلین، شجرۃ الانوار، تشریف الشرفا وغیرہ۔ ۲ بعض تذکروں میں آپ کی تاریخ وفات کا سن ۵۶۷ھ بھی درج ہے جو درست نہیں۔
صاحب سفینۃ الاولیاء کے بیان کے مطابق آپ کی وفات بزمانہ خلافت ابو المظفر یوسف بن مقتفی الملقب بہ مستنجد باللہ خلیفہ عباسی شب یکشنبہ اٹھویں یا نویں ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو بمقام بغداد واقع ہوئی۔

Marfat.com

سے منسوب ہے۔ اشاعتِ دین اسلام اور اتباع قرآن وسنت ریاضت و عبادت، مراقبہ، ذکر وفکر غیر شرعی امور سے احتیاط اور جوشِ تبلیغ اس سلسلے کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ذکر خفی و جلی دونوں جائز سمجھے جاتے ہیں۔ اس سلسلے کے اکثر وبیشتر بزرگ سماع کی طرف زیادہ اعتنا نہیں رکھتے خود حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فقہی مسائل میں حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مقلّد تھے۔ اور فتویٰ امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کے مذہب پر دیا کرتے تھے۔ آپ کے خلفاء اور اولادِ امجاد سے بعض بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں جن کے علمی وروحانی فیض اور تبلیغی سرگرمیوں سے تمام اکنافِ عالم میں اسلام پھیلا اور اولیائے کرام نے ہر دور میں حق وصداقت کی آواز کو بلند کیا ظلم وستم اور جبر واستبداد کی چکی میں پسے ہوئے انسانوں کی حوصلہ افزائی کی۔ ظالم کا ہاتھ روکا، مظلوم کی مدد کی بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے درباروں میں سر نہ جھکایا۔ بادشاہوں کو برسرِ عام ان کی غلطیوں پر ٹوک دیا۔ شرک و بدعت کی تمام رسومات کو ختم کیا۔ صدق وصداقت کے لیے جیئے، وہ خدا کے دوست تھے اللہ تعالےٰ نے ان کی مدد کی، نصرتِ خداوندی ہمیشہ ان کے شاملِ حال رہی، بڑے بڑے گمراہوں نے ان سے رشد وھدایت کا بلند ترین مقام حاصل کیا۔ ان اولیائے کرام میں حضرت شاہ بلاولؒ بعہد شاہ جہان سلسلہ قادریہ کی اہم شخصیت ہیں۔ آپ شیخ کامل واکمل، صاحبِ تصرف اور زبردست جذبہ کے مالک تھے۔ لاہور مدینۃ الاولیاء اور بغداد العلم جیسے مقام

Marfat.com

پر سکونت اختیار کی اور اپنے علم و فضل کے چشموں سے لاہور کی سرزمین کو سیراب کیا اور علومِ دینیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ نے پرویزہ آباد[1] کے نزدیک مشرقی جانب دریائے راوی کے بالمقابل بلند مقام پر مسجد، خانقاہ، باغیچہ، عمدہ سیرگاہ اور ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔ اس کے ساتھ قیام گاہ اور بڑا وسیع لنگر جاری کیا۔ تمام عمر درس و تدریس ہدایتِ خلق اور تبلیغ دینِ اسلام میں گزاری۔

---

[1] چاہ میراں، کوٹ خواجہ سعید، گھوڑے شاہؒ اور شاہ بلاولؒ کے گرد و نواح کا علاقہ بعہد جہانگیر بادشاہ پرویزہ آباد کے نام سے مشہور تھا۔ شاہزادہ پرویز جہانگیر بادشاہ کا بیٹا اور شاہ جہاں کا بھائی تھا۔ دارا شکوہ کی شادی ۱۰۴۲ھ میں پرویز کی لڑکی نادرہ بیگم سے ہوئی تھی۔ موضع کوٹ خواجہ سعید میں شاہزادہ پرویز کا مقبرہ ہے۔ مگر اس مقبرہ میں شاہزادہ پرویز دفن نہیں اس نے ۶ صفر ۱۰۳۵ھ میں وفات پائی اور آگرہ میں اپنے باغ میں دفن کیا گیا (بحوالہ کارنامہ جہانگیری تاریخ ہندوستان جلد ششم ص ۲۲۲ مؤلفہ مولوی ذکاء اللہ) یہ مقبرہ بہت شکستہ حالت میں ہے اور قابلِ مرمت ہے۔ مقبرہ کی قبر سنگِ مرمر کے اتارے جانے سے بہت خراب ہو گئی تھی۔ ایک خدا ترس بزرگ مسمی چوہدری محمد حسین سکنہ ضلع گوجرانوالہ نے اس قبر کی مرمت کرادی اور اس کے سرہانے سنگِ مرمر کی تختی پر یہ عبارت لکھوائی "دارا شکوہ بھائی عالمگیر شاہجہاں کا بیٹا خاندان قادری ۱۲۳۹ھ" چوہدری صاحب صاحبِ قبر کا نام دارا شکوہ لکھتے ہیں حالانکہ دارا شکوہ دہلی میں قتل کیا گیا اور وہیں مقبرہ ہمایوں میں دفن ہوا۔ کوٹ خواجہ سعیدؒ کے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ

Marfat.com

اپنے علمی و روحانی فیوض و برکات سے ایک دنیا کو فیضیاب کیا اور سلاطین وقت سے بھی خراجِ تحسین حاصل کیا۔ خواص و عام حاضر خدمت ہو کر اخذ فیض کرتے تھے۔ حضرت ایشاں رح، حضرت طاہر بندگی رح، حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح، حضرت شیخ محمد میر المشہور میاں میر بالا پیر قادری قدس سرہ

---

بقیہ حاشیہ ص ۱۱

مقبرہ دارا شکوہ کی دائی کا ہے مگر اس کا ثبوت کسی تاریخ میں نہیں ملتا۔ تحقیق جاری ہے۔ قبر کی موجودہ حالت بہت خستہ اور شکستہ ہے بلکہ مٹ رہی ہے۔ پرویزہ آباد عہد مغلیہ میں پُر رونق مقام تھا اور تجارت کا ایک اہم مرکز تھا۔ کاروبار کے لحاظ سے اسے بہت اہمیت تھی۔ لین دین کا طریقہ مال بعوض مال تھا۔ مولوی نور احمد چشتی مصنف تحقیقات چشتی ۱۸۶۷ء کے معاصرین میں ایک بزرگ مفتی تاجدین بن مفتی امام دین بن قاضی نظام الدین تھے جنہوں نے ۱۸۶۷ء میں جان کلارک ڈپٹی کمشنر لاہور کے حکم سے ضلع لاہور کے حالات قلمبند کرنے شروع کئے۔ آپ کے بزرگ سوہدرہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے لاہور تشریف لائے اور اورنگ زیب کے عہد میں بعہدہ قضای لاہور و دہلی سرفراز ہوئے اور "خانی" کا خطاب پایا۔ دس ہزار روپیہ جاگیر اور بحساب پانچ روپے فی صد ہر ایک قبالہ بیع و رہن و ہبہ و تملیک وغیرہ مقرر تھا۔ سکھوں کے عہد میں کوئی جاگیر اس گھرانے کے پاس نہ رہی مگر لقب اور عہدہ برقرار رہا۔ آپ پرویزہ آباد کے بارے تحریر کرتے ہیں در منڈی شہزادہ پرویز کھوئی میراں سے تھوڑے فاصلے پر جانب مشرق میں شہزادہ پرویز نے جو کسی بادشاہ چغتائی کا بیٹا تھا بنام خود منڈی آباد کی تھی۔ اور ایک بازار مربع اور حویلی عالیشان بنوائی اور اسی جگہ ڈھنایا

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی اور علامہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کے معاصرین میں سے تھے۔ ان ہی بزرگوں کی دعوت وہمت کا نتیجہ تھا کہ اکبری عہد کی بدعات واختراعات مذمومہ جس کا بیج اکبر بادشاہ کی جہالت اور اس کے درباری علمائے سُوء نے بویا تھا اور جو جہانگیر کو میراث میں ملا تھا بار آور نہ ہوسکا جہانگیر وشاہجہان کے عہدِ حکومت میں جتنی تجدید واصلاح ہوئی وہ انہی بزرگوں کی رہینِ منّت ہے۔ حضرت ایشاںؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ المتوفی ۱۰۳۴ھ نے اصلاح وتجدید اور تبلیغ اسلام کا آوازہ بلند کیا جس کے صدائے بازگشت آج تک دنیائے اسلام کے در ودیوار سے آرہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ المتوفیٰ ۱۰۵۲ھ نے اپنے تبحرِ علم اور اپنی دُور رس نگاہ سے عہد اکبری سے لے کر اپنے عہد تک تمام حالات وواقعات کا جائزہ لیا۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گیا اس واسطے اس بستی کا نام پرویز مشہور ہُوا۔ مولوی نور احمد چشتی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "پرویز بیٹا شاہجہاں کا تھا جو خورد سالی میں مر گیا۔" مفتی تاجدین اور مولوی نور احمد چشتی دونوں کی تحقیق درست نہیں حالانکہ پرویز شاہجہاں کا بھائی تھا اور آگرہ میں اپنے باغ میں دفن کیا گیا۔ ان کے علاوہ لالہ کنھیالال اپنی کتاب "تاریخ لاہور ص ۲۷۳) میں بیان کرتے ہیں کہ مقبرہ شاہزادہ پرویز کے چاروں طرف عالیشان دروازے تھے اور اندر قبر شہزادہ پرویز پسر شاہ جہانگیر کی جو بوقت تخت نشینی شاہجہاں کے سفر کشمیر سے آتا ہوا لاہور میں آصف جاہ وزیر نے قتل کردیا تھا بنی ہوئی تھی اب کچھ بھی نہیں۔ یہ بیان کمزور تحقیق پر مبنی ہے۔

Marfat.com

اور دینی نصاب تعلیم میں قرآن وحدیث کو مقدم قرار دے کر ہر طالب علم کے دل میں یہ بات نقش کر دی کہ جو شخص قرآن وحدیث میں اپنی رائے کو دخل دے وہ کفر کا مرتکب ہے وہ علم علم نہیں جو تقویتِ دین کا باعث نہ ہو۔ حضرت شیخ محمد میر المعروف میاں میرؒ اور حضرت شیخ بلاول قادریؒ نے اپنے فقر غیور، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور مستغنی المزاجی کی بہترین مثالیں پیش کیں جس سے سلاطینِ وقت بھی متاثر ہوئے۔ حضرت شیخ محمد طاہر نقشبندیؒ مجددی، قادری المتوفیٰ ۱۰۴۰ھ نے بلا معاوضہ وعظ اور درس وتدریس کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ کتب تفسیر، حدیث اور فقہ کی تصحیح ومحشی سے رزقِ حلال حاصل کیا۔ محلہ میانی[۱] میں آپ نے ایک مدرسہ بھی جاری کیا۔ مدرسہ کے ساتھ ایک نایاب کتب خانہ بھی تھا اور اپنے علمی کمالات اور روحانی فیوضات سے طالبانِ علم کو مالا مال کیا۔ مولانا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی المتوفیٰ ۱۰۶۷ھ نے علوم منقولات ومعقولات سے

---

[۱] مدرسہ کی وجہ سے ایک عالی شان بستی قائم ہوگئی اور میانی کے نام سے شہرت پائی۔ پنجابی زبان میں "میاں یا ملا مولوی کو کہتے ہیں پھر یہ لفظ بگڑتے بگڑتے میانی ہوگیا۔ سکھوں کے عہد حکومت میں یہ بستی اجڑ گئی اور آبادی معدوم ہوکر قبرستان کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ علاقہ لاہور کا سب سے بڑا قبرستان ہے۔ قبرستان کے وسط میں حضرت طاہر بندگی کا مزار ہے۔ ایک بزرگ مفتی تاجدین بن مفتی امام دین بن قاضی نظام الدین جنہوں نے ۱۸۶۷ء میں میجر جان کلارک ڈپٹی کمشنر لاہور کے حکم سے ضلع لاہور کے حالات قلمبند کیے، تحریر کرتے ہیں "میانی جہت مغرب وجنوب محلہ پیرز نگ جس قدر آبادی تھی میانی کہلاتی تھی اگرچہ محلہ ہائے متعلقہ شہر لاہور سے الگ تھے"۔

Marfat.com

دین قیم کی تائید و حمایت کی غرضکہ ان بزرگوں کی اصلاح و تجدید اور علمی و روحانی کوشش سے ہندوستان میں علوم اسلامیہ نے زندگی اور پائیداری حاصل کی۔ اگر یہ بزرگ نہ ہوتے تو ہندوستان میں اسلام بحیثیت دین کا قائم رہنا مشکل تھا۔

ان بزرگوں کا اسوۂ حسنہ، اعلائے کلمۃ الحق کا جذبہ، ان کی علمی و روحانی اور اصلاحی تحریکات اس مادی اور سیاسی دور میں ہمارے اخلاق و کردار کی تعمیر میں شمعِ ہدایت اور مشعلِ راہ ہیں۔

حضرت شاہ بلاول قادریؒ کی سوانح حیات کے ساتھ ساتھ آپ کی چند کرامات کا بھی ذکر کیا ہے ولی کی سب سے بڑی کرامت اس کا اتباع کتاب و سنت ہے۔ کتاب و سنت کی صحیح پیروی اور پُرخلوص کاربندی ہی دین اسلام ہے

حضرت غوث الثقلین محی الدین سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی نہایت اختصار کے ساتھ آغاز کتاب میں درج کردیئے ہیں کیونکہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی اور مورث اعلیٰ ہیں۔ اگرچہ یہ سلسلہ مختلف واسطوں سے گزرتا ہوا حضرت امام اوّل رضا ابن حضرت موسےٰ کاظم المتوفی ۲۰۸ھ تک منتہی ہوتا ہے اور درمیانی واسطوں میں جو بزرگ آتے ہیں ان کا بیان اس لیے حذف کردیا ہے کہ ان بزرگوں کے حالاتِ زندگی نہایت شرح و بسط کے ساتھ متقدمین کے تذکروں میں مل جاتے ہیں۔ اُن کے علاوہ کئی اور

Marfat.com

مفصل و مجمل تذکرے لکھے گئے ہیں جو علمی تحقیق و تجسس سے مزین ہیں البتہ حضرت شاہ بلاول قادریؒ کی سوانحِ حیات کے ذکر میں جہاں کہیں کسی اور بزرگ یا کسی اہم ہستی کا نام آگیا ہے حاشیہ میں اس کا ذکر نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کر دیا ہے۔

اس مختصر سے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے خدائے بزرگ و برتر ہمیں ان مقدس ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخش اور مجھ گنہگار کو حضرت شاہ بلاول قادریؒ اور جملہ اولیاء اللہ کی سچی محبت عطا فرما اور قیامت کے روز ان ہی کے ساتھ محشور فرما! آمین ثم آمین

آخر میں میں جناب محترم میاں عالمگیر شجاع صاحب اور جناب محمد اقبال فاروقی صاحب ایم اے کا شکر گزار ہوں کہ ان محترم حضرات نے اس کتاب کی تدوین و تالیف میں میری مدد فرمائی اور قیمتی مشوروں سے مجھے نوازا اور بعض قابل قدر کتب فراہم کیں اس سعی و کاوش کے باوجود اگر کوئی فروگذاشت رہ گئی ہو تو اہلِ علم حضرات سے معذرت خواہ ہوں۔ اگر وہ مجھے اس سے مطلع فرمائیں تو ان کا ممنونِ احسان ہوں گا تاکہ آئندہ کسی اشاعت میں اس کو ملحوظ رکھا جا سکے۔

احقر
میاں اخلاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

از پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب ایم اے اردو کالج کراچی

صوفیائے کرام نے معاشرہ کی اصلاح و تربیت کے سلسلے میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری مذہبی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ وہ عوام میں گھل مل کر ان کے معیار کے مطابق اصلاح و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے تھے شاہان وقت تو ملک فتح کرتے تھے مگر صوفیہ و مشائخ دلوں پر حکمرانی کرتے تھے بلکہ آج بھی کرتے ہیں۔ ان کی زندگی اسلام کے عین مطابق ہوتی تھی۔ قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہوتا تھا۔ یہی سبب تھا کہ جو کام تلوار نہیں کر سکتی تھی وہ کام صوفیہ کے میٹھے بول انجام دیتے تھے۔ وہ دور دراز علاقوں، غیر معروف دیہات بلکہ جنگل، پہاڑ اور ریگستانوں میں بیٹھ جاتے تھے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتے تھے اور نئی نئی بستیاں بسا دیتے تھے۔ شیخ علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ، جلال الدین تبریزیؒ، سید محمد غوث گیلانیؒ حلبی اوچی جیسے اکابر مشائخ نے برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی ایسی آبیاری کی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا۔

برصغیر پاک و ہند میں شروع میں چشتیہ اور سہروردیہ سلسلے کے

Marfat.com

مشائخ نے اصلاحی و تبلیغی کام سرانجام دیا۔ بعد ازاں قادریہ نقشبندیہ سلسلوں کے مشائخ آئے۔ تبلیغ اسلام اور تہذیب معاشرہ کے باب میں ان سلاسل کے صوفیہ کی بڑی خدمات ہیں۔

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بڑے بڑے اولیائے کرام استراحت فرما ہیں جن کے قافلہ سالار حضرت شیخ علی ہجویری ہیں۔ لاہور کے صوفیہ و مشائخ کے سلسلے میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے پہلی کتاب شیخ احمد زنجانی کی "تحفۃ الواصلین" ہے جس کا ذکر اکثر کتابوں میں ملتا ہے مفتی غلام سرور لاہوری کے تذکرے خزینۃ الاصفیاء اور حدیقۃ الاولیاء بھی صوفیائے لاہور کے سلسلے میں خاص مآخذ ہیں۔ پیر غلام دستگیر نامی مرحوم نے "بزرگان لاہور" اور محمد لطیف ملک مرحوم نے "اولیائے لاہور" مستقل کتابیں لکھیں۔ اس سلسلے میں ہمارے مخلص دوست میاں محمد دین کلیم، مفتی محمود عالم ہاشمی مرحوم اور اقبال احمد فاروقی ایم اے قابل ذکر بزرگ ہیں انہوں نے بڑا قابل قدر کام کیا ہے۔ محمد دین کلیم نے چاروں سلسلوں کے صوفیہ پر چار مستقل کتابیں لکھ دیں۔ مفتی محمود عالم ہاشمی مرحوم اور اقبال احمد فاروقی ایم اے نے خزینۃ الاصفیاء کا ترجمہ اردو زبان میں کیا جو چھپ کر خواص و عام سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔

میرے دوست میاں اخلاق احمد صاحب ایم اے کو بھی اس موضوع سے خاص دلچسپی ہے انہوں نے اس سے پہلے لاہور کے مشہور نقشبندی بزرگ خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاں کے حالات "تذکرہ حضرت

Marfat.com

ایشاںؒ" کے نام سے لکھے ہیں۔ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگا ہے کہ مختصر سے عرصہ میں اس کے تین اڈیشن نکل چکے ہیں۔

میاں صاحب نے اب لاہور کے ایک اور معروف بزرگ شاہ بلاول قادریؒ (ف ۱۰۴۶ھ) جو حضرت ایشاںؒ کے ہم عصر اور ہمسائیگی میں اقامت پذیر تھے کے حالات مرتب فرمائے ہیں۔ وہ عہدِ مغلیہ کے مشہور بزرگ ہیں ستر سال کی عمر میں عہدِ شاہجہانی میں ان کا وصال ہوا ہے۔

میاں صاحب نے کتاب کو مکمل بنانے کی پوری کوشش کی ہے جس کا اندازہ ان کی فہرست حوالہ جات سے ہوتا ہے۔ جن شخصیتوں کے نام ضمنی طور پر آگئے ہیں ان کے حالات بھی نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ حاشیہ میں تحریر کر دیئے ہیں جس سے کتاب کی افادی حیثیت میں اضافہ ہو گیا ہے اور اس وقت کے ماحول کی عکاسی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ میاں صاحب کی اس کوشش کو بھی "تذکرہ حضرت ایشاںؒ" کی طرح حسنِ قبول عطا فرمائے۔

نزیل لاہور
دواخانہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری

محمد ایوب قادری
۲۲ فروری ۱۹۷۵ء

# حوالہ جات

اس تذکرہ کی تدوین و تالیف میں درج ذیل کتب کو پیش نظر رکھا گیا ہے


۱۔ خزینۃ الاصفیاء حصہ اول — از مفتی غلام سرور لاہوری پریس منشی نولکشور کانپور
۲۔ گنج تاریخ — "
۳۔ حدیقۃ الاولیاء — "
۴۔ تاریخ لاہور — از رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجینئر
۵۔ تاریخ پنجاب — لاہور ڈویژن
۶۔ تاریخ لاہور — از سید عبد اللطیف لاہوری (انگریزی و اردو نسخہ)
۷۔ تذکرہ علماء المشائخ — از منشی محمد دین فوق لاہور
۸۔ یادرفتگاں — "
۹۔ لاہور عہد مغلیہ میں — "
۱۰۔ ملک العلماء — "
۱۱۔ شالامار باغ کی سیر — "
۱۲۔ بادشاہ نامہ (فارسی) — از ملا عبد الحمید لاہوری
۱۳۔ شاہجہان نامہ (فارسی) — از محمد صالح کمبوہ
۱۴۔ سفینۃ الاولیاء (فارسی) — از شہزادہ دارا شکوہ اردو ترجمہ محمد علی لطیفی کراچی


Marfat.com

۱۵۔ تحقیقاتِ چشتی — از مولوی نور احمد چشتی (لاہوری)

۱۶۔ حدائق الحنفیہ — از مولوی فقیر محمد جہلمی

۱۷۔ ہمارا پنجاب — از شیخ عزت اللہ لاہور

۱۸۔ نقوش لاہور نمبر — سن ۱۹۶۲ء

۱۹۔ اولیائے لاہور — از محمد لطیف ملک ایم اے (مرحوم)

۲۰۔ بزرگانِ لاہور — از پیر غلام دستگیر نامی

۲۱۔ تذکرہ حضرتِ ایشاںؒ — از میاں اخلاق احمد ایم اے لاہور

۲۲۔ لاہور گائیڈ — مرتبہ بزم اردو لاہور ۱۹۰۹ء

۲۳۔ مآثر الامراء حصہ اول دوم سوم — از صمصام الدولہ شاہ نواز خان (فارسی)
اردو ترجمہ از محمد ایوب قادری کراچی

۲۴۔ تاریخ ہندوستان — خان بہادر شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی

۲۵۔ عمدۃ التواریخ — از سوہن لال سوری

۲۶۔ بدائع وقائع (فارسی) — از آنند رام مخلص پنجاب یونیورسٹی لائبریری
(قلمی نسخہ)

۲۷۔ تذکرہ اولیائے لاہور — از محمد وارث کامل ۱۹۶۳ء

۲۸۔ تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان — از مفتی ولی محمد ٹونکی

۲۹۔ رودِ کوثر — از شیخ محمد اکرام ایم اے

۳۰۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی — از مولانا محمد میاں مراد آبادی
(۱۹۴۲ء)

Marfat.com

| | |
|---|---|
| ۳۱۔ تذکرہ صوفیائے (پنجاب) | از اعجاز الحق قدوسی کراچی (۱۹۶۶ء) |
| ۳۲۔ عرس اور میلے | از امان اللہ خان ارمان سرحدی لاہور ۱۹۵۹ء |
| ۳۳۔ مقالات دینی و علمی حصہ اول چہارم | از خان بہادر پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع صاحب مرحوم پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ |
| ۳۴۔ حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار | از مولوی امام بخش جام پور ڈیرہ غازیخان |
| ۳۵۔ حالات ضلع لاہور (قدیم لاہور) | مفتی تاجدین بن مفتی امام دین بن قاضی نظام الدین بحکم میجر جان کلارک ڈپٹی کمشنر لاہور ۱۸۶۷ء |
| ۳۶۔ غنیۃ الطالبین | تصنیف حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ (اردو ترجمہ) |
| ۳۷۔ اخبار الاخیار (فارسی) | از حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلیؒ |
| ۳۸۔ نفحات الانس (فارسی) | از مولانا عبدالرحمن جامیؒ |
| ۳۹۔ اخبار الصالحین | مؤلفہ مولوی محمد معشوق حسین بی اے حیدر آباد۔ دکن |
| ۴۰۔ طبقات شاہجہانی | از محمد صادق (فارسی قلمی) |
| ۴۱۔ لاہور کے علماء اور مدارس | از مولانا علم الدین سالک مرحوم ایم اے |
| ۴۲۔ تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور | از علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے |

۲۲۸۷۰

Marfat.com

۴۳۔ خزینۃ الاصفیاء (سلسلہ قادریہ) (اردو ترجمہ) — از اقبال احمد فاروقی ایم اے و مفتی محمود عالم ہاشمی صاحب

۴۴۔ شاہجہان نامہ — از عنایت اللہ خان آشنا

۴۵۔ ظفرنامہ شاہجہان — از مولوی ذکاء اللہ دہلوی

۴۶۔ بادشاہ نامہ — از محمد امین قزوینی

۴۷۔ عماد السعادت — از غلام علی نقوی

---

Marfat.com

# والدہ مرحومہ
# کی
# خدمت میں

جن کے ذکرِ الٰہی نے بچپن میں میرے دل میں اولیائے کرام کے ساتھ والہانہ عقیدت و ارادت پیدا کر دی۔ اس تذکرہ کی تدوین و تالیف اسی جذبۂ عقیدت و محبت کا نمونہ ہے۔

میاں اخلاق احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محی دین غوث معلی قطب دین

ذات او محبوب رب العالمین

قرۃ چشم جناب مصطفیٰ

نور حق لخت دل خیر النساء

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# حضرت غوث الثقلین محی الدین سلطان شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ (الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی)

آپ کا اسم گرامی سید عبد القادر، ابو محمد کنیت، امام الائمہ محی الدین لقب، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی خطاب، غوث الثقلین غوث الاعظم عرف، اولیائے عالم کے سردار اور وہ مقدس و مطہر ہستی ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھیلائی ہوئی شریعت کو زندہ اور روشن کیا۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا نسب[1] نامہ تمام مستند کتابوں میں یوں بیان کیا جاتا ہے۔ "حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ بن سید ابو صالح موسیٰ[2] جنگی دوست بن سید ابی عبد اللہ بن سید یحیی الزاہدین بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن سید موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن سیدنا امیر المومنین امام حسن بن سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ"

---

[1] بعض لوگوں نے آپ کے حسب و نسب کے متعلق بہت اعتراضات کئے ہیں مگر یہ ان کی جہل اور تعصب کی نشانی ہے۔ مستند کتابوں میں جو نسب نامہ درج ہے اور جو مختلف اولیائے کرام کے پاس جو آپ کی اولاد سے ہیں اور نسلاً بعد نسلٍ محفوظ و مامون چلا آیا ہے وہ یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ [2] حافظ ذہبی اور حافظ ابن رجب نے "ابو صالح عبد اللہ بن جنگی دوست" لکھا ہے اس میں "بن" کا لفظ غلط معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر بنت شیخ ابو عبداللہ صومعی تھا۔ ام الخیر آپ کی کنیت نام فاطمہ اور لقب امۃ الجبار تھا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھیں اور حضرت غوث الثقلین کے والد ماجد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ اس لیے آپ کو حسنی و حسینی سیّد کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور جہت بھی ہے یعنی حضرت عبداللہ محض کے والد ماجد حسن مثنےٰ ابن امام حسن رضؓ بن سیدنا حضرت علی مرتضےٰ رضوان اللہ علیہم ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت امام حسینؓ بن سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اس لیے انہیں محض کہتے ہیں، یعنی خالص کیا ماں کیا باپ دونوں طرف سے وہ آلِ رسولؐ تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کے خاندان کی جائے سکونت جیلانؔ (گیلان) میں تھی اور اسی

---

ؔ سفینۃ الاولیاء کے بیان کے مطابق یہ قصبہ طبرستان کے ماوراء تھا مگر انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ ساحل کیسپین بحرہ خزر کے کنارے ایران کے ایک بڑے صوبہ کا نام گیلان تھا۔ اس کے مغرب میں آذربائیجان مشرق میں ماژندران جنوب میں قزوین اور شمال میں ایک دریا ہے، بعض کے نزدیک آپ کا وطن جیل میں تھا جو دریائے دجلہ کے کنارے واسط کے جانب بغداد سے ایک روز کے فاصلہ پر واقع تھا اور بعض بیان کرتے ہیں کہ آپ اوس جیل کے رہنے والے ہیں جو مدائن کے قریب واقع تھا لیکن صاحب روضۃ الناظر جو اکابر وقت گزرے ہیں اور جن کا قول سند ہے ان دونوں بیانوں کو غلط قرار دیتے ہیں۔ صاحب معجم البلدان بیان

Marfat.com

چھوٹے سے زرخیز قصبہ میں آپ پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے بعض ۴۷۰ھ [1] اور بعض ۴۷۱ھ بتاتے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کو جنگ سے بہت رغبت تھی اس لیے انہیں جنگی دوست کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے وہ نہایت نیک اور صالح بزرگ تھے۔ سفینۃ الاولیاء میں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے مذکور ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر بہت ہو گئی تھی اور مایوسی کا زمانہ آگیا تھا جب آپ بطنِ مادر میں تشریف لائے۔ یہ بھی آنحضرت کی کرامات سے ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو حاصل تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی متقیہ، عارفہ، صالحہ اور صاحب کشف و کرامات تھیں۔ آپ فرماتی ہیں "جب میرا لڑکا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

---

بقیہ حاشیہ ص ۲۸ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا وطن بشیتر ہے جو گیلان کے مضافات میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ گیلان کو جیلان بھی کہتے ہیں یہ دونوں طرح صحیح ہے۔ "العروض الظاہر" کے مصنف نے اس کا ایک تیسرا نام "گیل" بھی بتایا ہے۔ بہر حال شمالی فارس میں بحیرۂ خزر (کیسپین) کے جنوبی ساحل پر گیلان نام کا ایک زرخیز صوبہ واقع ہے

[1] آپ کی ولادت باسعادت بروایت ابوالصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۰ھ اور بروایت ابوالفضل احمد رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۱ھ ہے۔ قاضی عبدالنبی کوکب (ص ۸۹) رسالہ سلسبیل لاہور ماہ جنوری فروری ۱۹۷۳ء میں آپ کا سن پیدائش ۴۲۵ھ لکھتے ہیں۔ مگر آپ نے کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔ جو مشکوک ہے۔

Marfat.com

پیدا ہوا رمضان بھر دن میں کبھی دودھ منہ میں نہیں لیا۔" فرماتی ہیں" ایک روز مطلع ابر آلود تھا چاند نظر نہ آسکا۔ لوگوں نے آکر مجھ سے پوچھا میں نے کہا آج دن بھر میرے لڑکے عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا ہے" بعد میں معلوم ہوا کہ اس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔ حضرت غوث الاعظمؓ کے نانا عبداللہ صومعیؒ مشہور ولی تھے۔ اور آپ کی پھوپھی سیّدہ عائشہؒ جیلان کی بڑی پارسا خاتون تھیں۔

حضرت غوث الاعظمؓ مادر زاد ولی تھے۔ تحصیل علم کا بہت شوق تھا آپ ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لائے۔ یہ شہر عباسیوں کا دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے علوم و فنون کا بہت بڑا مرکز تھا۔ یہاں کی شہرہ آفاق اسلامی درسگاہ نظامیہ دنیا بھر کے طلبہ کا مرجع تھی اس دارالعلوم میں داخل ہوئے اور بجان و دل تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ تھوڑے عرصہ میں قرآن مجید بعدہٗ علم فقہ وحدیث اور دیگر علوم دینیہ میں وہ کمال حاصل کیا کہ ممتاز اور شہرہ آفاق ہو گئے۔ اور اپنے اقران و اہل زبان پر سبقت لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے معمول کر رکھا تھا کہ مشائخ کی خدمت سے علم فقہ کا سبق لے کر جنگل کی طرف نکل جاتا اور شب و روز جنگل اور ویرانوں میں رہتا۔ اس وقت میرے جسم پر کمبل کا کرتا اور سر پر ایک چھوٹا سا کپڑا ہوتا تھا۔ ننگے پیر کانٹے اور کنکروں اور دوسری جگہوں میں پھرتا رہتا۔ صرف کاہو کے ساگ اور دوسری ترکاریوں کی کونپلیں جو نہر دجلہ کے کنارے مل جایا کرتی تھیں میری غذا تھیں اور میں تحصیل علم میں مشغول رہتا تھا۔

Marfat.com

آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اویسی تھے اور خرقہ ارادت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی قدس سرہ سے حاصل کیا جن کا سلسلہ بیعت حضرت معروف کرخیؒ تک پہنچ کر حضرت امام علی رضاؑ تک منتہی ہوتا ہے اور پھر ان کے آبا کے واسطے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے پیر صحبت حضرت شیخ حمادؒ دباسؒ قدس سرہ تھے۔ صاحب سفینۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ آپ کی تربیت تمام تر روحانیت پاک ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تھی۔ لیکن مراۃ الاسرار میں ہے کہ ابتدائے حال میں حضرت خضر علیہ السلام نے بھی آپ کو کسی قدر تربیت دی ہے اور تاج العارفین شیخ ابوالوفا بغدادیؒ سے بھی آپ نے خرقہ پہنا تھا جو شیخ ابو محمد شبنکیؒ کے مرید تھے۔ ان کے پیر شیخ ابوبکر ہوار بطائحی تھے جنہوں نے خواب میں حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ سے خرقہ اور ٹوپی پہنی تھی۔ ان دونوں بزرگوں نے آپ کی بزرگی کی بشارت دی تھی۔

فقہی مسائل میں آپ امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے مقلد تھے۔ آپ ان ہی کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور اپنی کتابوں خصوصاً غنیۃ الطالبین میں جابجا انہیں کے حوالے دیتے ہیں اور اکثر مقامات پر "ہمارے امامؒ" کے الفاظ سے انہیں خطاب کرتے ہیں۔

---

لہ آپ بغداد کے بڑے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ بغداد میں انگور و خرما کا شیرہ فروخت کیا کرتے تھے۔ اس لیے انہیں "دباس" کہتے ہیں۔ حضرت غوث اعظمؒ نے علم طریقت زیادہ تر انہی سے حاصل کیا۔

Marfat.com

حضرت غوث الاعظمؒ نے ماہ شوال ۵۲۱ھ میں باشارہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ منبر پر پہلا وعظ اور دعوت و تبلیغ کرنا شروع فرمایا۔ آپ نہایت فصاحت و بلاغت سے وعظ فرماتے۔ آپ کے وعظ کی نمایاں خصوصیات علوم قرآن و حدیث کی ترویج، اشاعت دین اسلام، احکام شریعت کا اتباع، ریاضت و عبادت، مراقبہ، ذکر و فکر، غیر شرعی امور سے اجتناب، جوش تبلیغ اور اعلائے کلمۃ الحق تھیں آپ کا مقصد یہ تھا کہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ ہدایت دکھائیں، گنہگاروں کو گناہ کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت اور نیکی کی روشن منزل تک لیجائیں، بیمار دلوں کا علاج کریں اور مردہ دلوں کو زندگی بخشیں۔ مؤثر وعظ کی وجہ سے آپ کو شہرت حاصل ہوئی، لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت و بزرگی بیٹھ گئی اور قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ آپ کی مجلس میں لوگ کثرت سے آنے لگے اور مدرسہ کی جگہ جو بغداد کے محلہ باب الدرج میں واقع تھا ناکافی ہو گئی جگہ کی تنگی کی وجہ سے سامعین مدرسہ کے باہر کھڑے ہو کر آپ کے ارشادات گرامی سے فیضیاب ہوتے۔ ۵۲۸ھ میں یہ مدرسہ ایک عالی شان عمارت میں بن کر تیار ہوا۔ دور دراز ممالک سے بھی لوگ شریعت و طریقت کے حصول کے لیے آتے اور فیضیاب ہو کر واپس اپنے اپنے شہروں کو چلے جاتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی مجلس میں ستر ہزار سے زائد لوگ شامل ہوا کرتے تھے جن میں بڑے بڑے مشائخ اور علمائے کرام بھی ہوتے تھے۔ صلحا و فضلا کی بڑی جماعت آپ کے زیر تربیت تیار ہوئی۔ جو فیضیاب ہو کر اپنے شہروں کو گئے اس طرح آپ کے مرید تمام عالم اسلام میں پھیل گئے۔

Marfat.com

سینکڑوں یہودی و نصاریٰ اور اسلامی گمراہ فرقوں کے لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے اور نیکی کا راستہ تلاش کرتے آپ کے اُن مواعظ کے مجموعے اب بھی بعض بعض موجود ہیں مثلاً فتح الربانی اور فتوح الغیب وغیرہ، امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے مدرسہ میں لوگ ایک سبق تفسیر کا ایک حدیث کا، ایک مذہب (یعنی مسائلِ فقہا) کا اور ایک علم کلام کا پڑھتے تھے دوپہر سے قبل و بعد دونوں وقت تفسیر و علوم حدیث و فقہ و کلام و اصول و نحو آپ لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قراءتوں کے ساتھ قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کے فتاوے علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تو انہیں سخت تعجب ہوتا اور کہہ اٹھتے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو یہ نعمت عطا فرمائی۔ ایک اور مقام پر امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ (بغداد) میں فقراء، فقہا کی ایک جماعت آپ کے پاس جمع ہوئی آپ نے قضا و قدر پر وعظ فرمایا۔ دورانِ وعظ چھت سے ایک سانپ گرا سب سامعین بھاگ گئے اور آپ تنہا رہ گئے۔ حتیٰ کہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا جسم سے گذر کر گردن کے نزدیک سر باہر نکالا اور گلے میں لپٹ گیا۔ مگر آپ نے کوئی ہراس و اضطراب کے آثار ظاہر نہیں فرمائے اور سلسلہ وعظ جاری رکھا اور اپنی نشست کو نہ بدلا آپ کی یہ تبلیغی خدمت ۵۲۱ھ سے شروع ہو کر ۵۶۱ھ یعنی پورے چالیس برس تک جاری رہی۔

حضرت غوث الاعظمؒ شہرت، بزرگی اور وسعت علم کے باوجود ہمیشہ ضعیفوں کے ساتھ بیٹھتے۔ فقراء و مساکین کے ساتھ مہربانی اور شفقت

Marfat.com

سے پیش آتے ۔ بڑوں کی عزت کرتے چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ مہمانوں اور ہم نشینوں کو عزیز رکھتے۔ سب کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتے۔ آپ کی زباں سے بد کلمہ کبھی نہیں نکلا اپنے نفس کے لیے کبھی کسی پر غصہ نہیں کھایا۔ جب کوئی خورد یا بزرگ آپ کی زیارت کو آتا آپ اس کی عزت کرتے اور تعظیم و تکریم کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ سلام کی ابتدا آپ ہی فرماتے۔ آپ کا دستر خوان بڑا وسیع تھا۔ آپ ہدایا اور تحائف قبول فرماتے تھے۔ اپنی ذات پر بھی صرف کرتے اور حاضرین میں بھی تقسیم کرتے۔ آپ اہل مجلس کے دل کی بات بتاتے اور کشف کے ساتھ ان سے مخاطب ہوتے تھے ۔ شب بیداری آپ کی مستقل عادت تھی ہمیشہ باوضو رہتے ۔ حدث لاحق ہونے پر فوراً تازہ وضو فرماتے بڑھاپے میں بھی یہ عادت تھی کہ ساری ساری رات قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہتے اور بعض اوقات طویل مدت تک سر بسجدہ رہتے ۔ یادِ الٰہی میں اس درجہ مستغرق رہتے کہ نیند کا مطلق احساس تک نہ ہوتا۔ صبح کی نماز کے بعد آپ طالب علموں، خادموں اور صوفیوں کو شریعت کی تعلیم دیتے اور مختلف دینوی کتابیں پڑھاتے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے راتوں کو جاگ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے ۔ آپ کا لباس بہت نفیس ہوتا تھا۔ آپ کی کرامتیں بے حد و نہایت ہیں۔ نفحات الانس میں امام یافعیؒ کا یہ قول مذکور ہے

"کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی کرامتیں بیرون از حصر ہیں"

Marfat.com

حضرت غوث الاعظمؒ نے اپنی زندگی کے ابتدائی سترہ سال وطن میں گزارے پھر نو سال تک بغداد میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی پچیس سال عراق کے جنگلوں میں ریاضات و مجاہدات کے ذریعہ منازل سلوک طے کیئے چالیس سال تک وعظ، تبلیغ، تدریس و تعلیم ارشاد و ہدایت، اعلائے کلمۃ الحق اور اصلاح خلق میں صرف کیئے۔ اور ہزاروں بندگانِ خدا کو شمعِ ہدایت سے روشن کیا۔ بالآخر اکانوے[1] برس کی عمر میں یہ آفتاب غوثیت غروب ہو گیا۔ ۱۱ ربیع[2] الثانی ۵۶۱ھ میں وفات پائی۔ ابن جوزی کے نواسے علامہ شمس الدین

---

[1] حضرت خواجہ بختیارؒ کے قول کے مطابق حضرتؒ کی عمر مبارک نوے سال ہے آپ نے حضرتؒ کی عمر مبارک کی مقدار اور درس کے مختلف ادوار کا نقشہ چند اشعار میں بیان کیا ہے وہ اشعار ذیل ہیں۔

نود سال حیاتش بود تفصیلش زمن بشنو ، بہ ہژدہ سال از جیلاں بہ بغداد آمد دانی
پے تحصیل علمی ہفت سال اندر شمار آمد ، بہ بست و پنج سالش انقطاع از خلق ربانی
چہل سالہ بہ دعوت سوئے حق خواندن خلائق را ، حساب عمر ایشاں بود من گفتم بہ آسانی

[2] آپ کی وفات صاحب سفینۃ الاولیاء کے بیان کے مطابق بزمانہ خلافت ابوالمظفر یوسف بن مقتفی الملقب بہ مستنجد باللہ خلیفہ عباسی شب یکشنبہ آٹھویں یا نویں ربیع الثانی ۵۶۱ھ بمقام بغداد واقع ہوئی ہے تاریخ کے متعلق کسی قدر اختلاف ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار کے قول کے مطابق روز پنجشنبہ گیارہویں ربیع الثانی تاریخ وفات ہے مگر بعض لوگ تیرھویں کو اور بعض لوگ سترہویں ماہ مذکور کو آپ کی وفات بیان کرتے ہیں۔ آپ کا عرس پاکستان میں ۱۱ ربیع الثانی اور بغداد شریف میں سترھویں ربیع الثانی کو بالعموم ہوتا ہے۔

Marfat.com

ابوالمظفر یوسف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کے جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ اہل خانہ مجبور ہو گئے اور انہوں نے آپ کو رات کے وقت دفن کیا اس کی تصدیق ابن اثیر نے بھی اپنی تاریخ میں کی ہے۔ بغداد میں آپ کا مرقد مبارک آج تک مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر خواجہ بہاء الدین نقشبندی قدس سرہ کا یہ قطعہ لکھا ہوا ہے۔

پادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است ، سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم ، نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

اس قطعہ کے علاوہ ذیل کے اشعار بھی مزار مبارک پر لکھے ہوئے ہیں ؎

ایں بارگہ حضرت غوث الثقلین است ، تفوق قمر عید ز نسل حسنین است
مادرش حسینی نسب است و پدر او ، اولاد حسن رض یعنی کریم الابوین است

---

ؔ آپ کے والد ماجد کا نام امیر سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبداللہ بن امیر سید زین العابدین بن سید امیر قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید ایلاق بن امیر سید نقیب بن امیر سید خلوتی بن امیر سید محی الدین بن سید محمود بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ کی ولادت باسعادت قصر عارفان میں محرم ۷۱۸ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کی بیعت میر سید کلال رح سے تھی۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کے مورث اعلیٰ ہیں اور اس سلسلہ کو فروغ دیا۔ ۷۳ برس کی عمر میں ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وفات پائی۔ مزار اقدس بخارا کے قریب قصر عارفاں میں زیارت گاہ خلق ہے۔

Marfat.com

حضرت غوث الاعظمؒ صاحب تصنیف بھی تھے۔ غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، جلاء الخواطر، فتح الربانی اور قصائد آپ کی مشہور و معروف تصانیف ہیں۔

(۱) غنیۃ الطالبین۔ یہ کتاب علوم فقہ وحدیث اور تصوف پر لکھی ہوئی ہے۔ اس کا فارسی میں ترجمہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ المتوفی ۱۰۶۸ھ نے حضرت شاہ بلاول قادری لاہوری قدس سرہ المتوفی ۱۰۴۶ھ کے ایماء سے کیا تھا۔

(۲) فتوح الغیب۔ علم تصوف اور معرفت پر آپ کی یہ بلند پایہ کتاب ہے جو کئی مقالات پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ میں نور معرفت اور حقیقت بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی شرح و ترجمہ فارسی زبان میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے ولی اللہ اور جید عالم تھے، نے کیا۔ یہ کتاب آپ نے اپنے فرزند شیخ شرف الدین علیہ المتوفی ۵۷۳ھ کے لیے تصنیف فرمائی تھی۔ حضرت کے یہ صاحبزادے آپ ہی کے خلیفہ و شاگرد تھے۔ جامع علوم ظاہر و باطن تھے اور بغداد میں حدیث و فقہ کا درس دیا کرتے تھے۔

(۳) جلاء الخواطر۔ یہ کتاب حضرت غوث الاعظمؒ کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ انہیں آپ کے فرزند شیخ تاج الدین عبدالرزاق المتوفی ۵۹۵ھ نے جمع کیا تھا۔ آپ بھی اپنے والد ماجد کے خلیفہ و شاگرد تھے۔ ولایت و امامت میں درجہ بلند رکھتے تھے۔

(۴) فتح ربانی۔ یہ کتاب آپ کے دو سال کے ارشادات و مواعظ پر مشتمل ہے جو مدرسہ میمنیہ مصر میں طبع ہوئی۔

Marfat.com

(۵) ایک قصیدہ بھی آپ نے تصنیف فرمایا جو "قصیدہ غوثیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قصیدہ عربی زبان میں ہے اس میں جمالی اور جلالی دونوں اثرات پائے جاتے ہیں۔ فارسی، اردو اور پنجابی زبان میں کئی شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔

(۶) حضرت غوث الاعظمؒ نے مناجات کے طور پر تین اشعار بھی فرمائے تھے جو "چہل کاف[1]" کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ حضور غوث پاک کے وظائف شریف میں پانچ اسم اعظم کا وظیفہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اسماء یہ ہیں۔

یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم، یا حی، یا قیوم۔ ایک فارسی دیوان بھی آپ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر تاریخ کے اوراق اور زمانہ اس کو تحفظ نہ دے سکا۔

---

[1] چہل کاف کی شرح مولانا رفیع الدین بن شاہ ولی اللہؒ المتوفی ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء نے کی۔ جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ یہ قلمی نسخہ کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں موجود ہے۔ یہ شرح بتاریخ اول صفر ۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷ء فارسی زبان میں لکھی گئی۔

Marfat.com

# ارشادات[1]

## حضرت غوثِ اعظم سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح

(۱) جس کو ایمان ملا ہے وہ ثابت رہتا ہے اور جس میں ایمان نہیں وہ میری صحبت سے بھاگ جاتا ہے۔

(۲) اے لڑکے! فائدہ مند مشغلے بے فائدہ کاموں سے روک سکتے ہیں۔

(۳) اے لڑکے! اوّل خدا کو اپنے دل سے اور پھر اپنے جسم سے یاد کیا کر۔ اُسے دل سے ہزار مرتبہ یاد کر اور زبان سے ایک مرتبہ آفت آتے وقت صبر سے، دُنیا آتے وقت ترک سے۔ آخرت آتے وقت قبول کر لینے سے، حق کے آتے وقت توحید سے اور غیر شرع آتے وقت اعراض سے خدا کو یاد کیا کر۔

(۴) آپ اپنے اصحاب (یعنی مریدوں) سے فرمایا کرتے تھے کہ تقلید کرو اور بدعت نہ کرو۔ اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو۔ صبر کرو اور گھبراؤ نہیں، ثابت قدم رہو اور پراگندہ نہ ہو منتظر رہو اور نا امید نہ ہو۔ متفق ہو کر ذکر کرو اور متفرق نہ ہو۔

---

[1] آپ کے ارشاداتِ گرامی بیرون از حصر ہیں۔ چند ارشادات بطور نمونہ پیشِ خدمت ہیں۔ (راقم الحروف)

Marfat.com

گناہوں سے پاک رہو اور آلودہ نہ ہو۔ اور اپنے آقا کے دروازہ سے نہ ہٹو

(۵) آپ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ کا اپنے بندہ کے سوال کو قبول نہ کرنا صرف بندہ پر شفقت کی وجہ سے ہے تاکہ اس پر امید و غرور غالب نہ آجائے جس سے وہ مکر میں پڑ کر آداب خدمت کی بجا آوری سے غافل ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔ بندہ سے صرف یہ ہی مطلوب ہے کہ اپنے رب کے سوا کسی طرف مائل نہ ہو۔

(۶) آپ نے فرمایا نیک خو کی علامت یہ ہے کہ دوسروں کو آزار نہیں دیتا۔ خود محنت اُٹھاتا ہے۔

(۷) جو لوگ سچے دل سے اپنے پروردگار کے طالب ہوتے ہیں ان کا دل صاف اور مجلیٰ ہو جاتا ہے وہ اپنے دل کے صاف شفاف آئینے میں دُنیا اور آخرت کی ہر چیز کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

---

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

# حضرت شاہ بلاول قادریؒ

## اِسم والقاب ابتدائی تعلیم و حالات

اسم گرامی شاہ بلاولؒ[1] والد کا نام سید عثمان بن سید عیسیٰؒ تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد ہرات کے رہنے والے تھے۔ جب ہمایوں بادشاہ نے شاہ ایران کی مدد سے دوبارہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو آپ کے آباؤ اجداد ہمایوں بادشاہ کے ہمراہ ہرات سے ہندوستان تشریف لے آئے اور موضع شیخوپورہ جو پنجاب کے مضافات میں ایک قصبہ ہے جاگیر پائی اور وہاں ہی آباد ہو گئے۔ شاہ بلاولؒ کی ولادت بھی یہیں ہوئی۔ آپ نے شیخوپورہ میں مستقل قیام نہ کیا۔ اکبری عہد میں لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔

---

[1] بستی چاہ میراں، کوٹ خواجہ سعید، بیگم پورہ، بھوگیوال اور محمود بوٹی (بھٹی) میں آپ "شاہ بلور" کے نام سے مشہور ہیں۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کا دل بلور (شیشہ) کی طرح روشن اور چمکدار تھا۔ آپ کے انوار میں اتنی طاقت تھی کہ سالک کی روح کو اپنے انوار کے ذریعے کھینچ کر لے آتے اور توجہ غیبی سے روحانی طور پر سالک کی تربیت کرتے۔ آپ زبردست جذبے کے مالک اور صاحب تصرف تھے۔

Marfat.com

لاہور میں علوم ظاہر و باطن کی تحصیل کی۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ شمس الدین[1]
قادری لاہوری المتوفی ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء کے مرید و خلیفہ تھے جنہوں نے خرقہ ارادت
حضرت شاہ ابو اسحاقؒ قادری لاہوری المتوفی ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء سے حاصل کیا تھا
متاخرین مشائخ میں بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں اپنے عہد کے عالم و
فاضل، متقی و متشرع، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ کتاب محبوب الواصلین
جو خاص آپ کے ذکر میں لکھی ہے۔ اس میں مرقوم ہے کہ آپ مادر زاد ولی

---

۱؎ شاہ شمس الدینؒ قادری لاہوری حضرت شاہ ابو اسحاقؒ قادریؒ لاہوری کے جلیل القدر
مرید و خلیفہ تھے۔ یہ حضرت شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی کے مرید تھے۔ وہ مرید سید حامد
گنج بخشؒ گیلانی اوچی کے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت سید عبد الرزاقؒ بن
سید عبد القادرؒ ثانی گیلانی اوچی سے فیضیاب ہوئے۔ سید عبد القادرؒ ثانی گیلانی
اوچی نے اپنے والد ماجد سید محمد غوثؒ گیلانی حلبی اوچی قدس سرہ سے فیض حاصل
کیا۔ آپ اپنے والد ماجد سید شمس الدینؒ بن سید شاہ میر بغدادی گیلانی کی وفات
کے بعد براستہ خراسان ملتان تشریف لائے اور اوچ کے مقام پر سکونت اختیار
کی۔ صاحب شجرۃ الانوار نے آپ کا ورود اوچ سن ۸۸۷ھ لکھا ہے۔ اس وقت
شاہ حسین لنگاہی المتوفی ۹۰۸ھ حاکم ملتان و سندھ تھا اور سلطان سکندر لودھی المتوفی
۹۲۲ھ بادشاہ ہند تھا یہ دونوں آپ کے مرید تھے۔ آپ نے سلسلہ قادریہ کو فروغ
دیا اور باقاعدہ تبلیغی نظام قائم کیا۔ آپ شاعر بھی تھے۔ قادری تخلص کرتے تھے۔
اکثر اشعار حضرت غوث الاعظمؒ کے مناقب میں لکھا کرتے تھے۔ حضرت سید
محمد غوث کی وفات بقول صاحب شجرۃ الانوار و تشریف الشرفاء ۹۲۳ھ میں

Marfat.com

تھے ۔ سات برس کا سن تھا کہ ان کا ایک ہم عمر لڑکا فوت ہو گیا ۔ آپ یہ سن کر اس کے سرہانے گئے اور کہا "اے دوست یہ وقت سونا اچھا نہیں اُٹھ چل کر کھیلیں" لڑکے نے اسی وقت آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر ساتھ چلا گیا ۔ آپ کے دادا سید عیسٰے نے جب یہ سُنا تو آپ کو شیخ فتح محمدؒ لاہوری جو اپنے عہد کے جید علماء سے تھے ان کے حلقۂ درس میں بھیج دیا ۔ آپ نے تھوڑی ہی مدت میں علوم ظاہری میں کمال حاصل کر لیا

---

حاشیہ بقیہ صـ۴۲ واقع ہوئی ۔ مزار اوچ میں زیارت گاہ خلق ہے ۔ حضرت سیدنا محمدؒ غوث جیلانی، حلبی، اوچی کا نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے " سیدنا سید محمد غوث بن سید شمس الدین بن سید شاہ امیر بن سید ابوالحسن بن سید علی بن سید ابو علی بن سید مسعود بن سید ابو العباس بن سید صفی الدین مشہور سید صوفی بن سید السادات جناب سیف الدین عبد الوہاب بن شیخ سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی" ۔ آپ د شاہ شمس الدین قادریؒ) عارف کامل اور جامع علوم شریعت و طریقت تھے ۔ طالبانِ علم و ہدایت کی ایک کثیر جماعت نے آپ سے اخذِ فیض کیا ۔ جہانگیر آپ کا بڑا گرویدہ و معتقد تھا ۔ ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۳ء میں وفات پائی آپ کا مدفن لاہور چیف کالج سے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے ۔ مزار کے گرد چار دیواری ہے ۔ چاروں کونوں پر مینار تھے جو اب گر چکے ہیں ۔ شاہ جہان ایام شہزادگی میں اکثر آپ کی زیارت کو آتا تھا ۔ آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ تم جہانگیر کے بعد بادشاہ ہو گے ۔ شاہ جہان جب

Marfat.com

**درس و تدریس** شاہ بلاول قادریؒ نے لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے گرد رہتی اور ارشادات گرامی سے فیض یاب ہوتی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳ تخت نشین ہوا تو مقبرہ تعمیر کروایا۔ اس مقبرہ کو ایک عظیم الشان باغ اور ایک خوبصورت مسجد سے زینت دی مقبرہ کے شمالی دروازہ پر مندرجہ ذیل تاریخی شعر بخط نستعلیق لکھے ہیں۔

چو شمس الملل زین جہاں رخت بست ، بیاراست ایزد برائش بہشت
بجستم ز پیر خرد سال او ! بگفت از سر لطف جائش بہشت
۱۰۲۱ھ

اس مقبرہ کی حالت بہت خستہ و شکستہ ہے اور قابلِ مرمت ہے۔

۲ شاہ ابو اسحاق قادریؒ شیخ داؤدؒ چونی وال کے نامور خلفاء سے تھے اصل وطن بخارا تھا۔ سادات بخارا میں آپ کا خاندان ممتاز تھا۔ زمانہ قدیم میں یہ مقام جہاں مزنگ آباد ہے لاہور کا ایک بیرونی محلہ تھا۔ آپ کا اس محلہ میں کافی مدت قیام رہا اور محلہ شاہ ابو اسحاقؒ مزنگ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ شاہ بلاول قادریؒ آپ کی خانقاہ کے حجرہ میں چند سال مقیم رہے اور اسی مقام پر تلاوت قرآن مجید اور نماز و روزہ دوام میں مشغول رہے۔ حدیقۃ الاولیاء (ص ۱۲) میں لکھا ہے "صدہا لوگوں نے علوم فقہ و حدیث اور تفسیر کی تعلیم آپ سے حاصل کی۔ آپ بعہد اکبر بادشاہ ۵ محرم الحرام ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء کو وفات پا گئے۔ آپ بڑے عابد و زاہد متقی و صاحب الارشاد بزرگ تھے۔ آپ کا مزار محلہ ابو اسحاق مزنگ میں زیارتگاہِ خلق ہے۔

Marfat.com

آپ نے ایک مدرسہ تعمیر کروایا اس کے ساتھ قیام گاہ قائم کی اور بڑا وسیع لنگر جاری کیا۔ ہر شخص کو کھانا کھلایا جاتا اور وداع ہوتے وقت ہر شخص کو روٹیاں مٹھائی، موسمی میوے، کوزے کی مصری وغیرہ بطور تبرک دیا جاتا تاکہ اپنے بال بچوں کے لیے بھی لے جائیں۔ تمام عمر درس و تدریس، ہدایت خلق اور تبلیغ دین اسلام

---

ے مدرسہ شاہ بلاول قادری عہد شاہجہانی میں مشہور تھا۔ یہ عہد علوم و فنون کی اشاعت کا زریں دور تھا اور لاہور علم و ادب کا مرکز تھا۔ ہر محلہ میں ایک مکتب تھا اس کے علاوہ اپنے علاقے اور بستی میں مسجدیں اور خانقاہیں بھی تعمیر ہوئیں اور اشاعت علوم اسلامیہ کے زبردست مراکز قائم ہوئے علم و عرفان کے جو چشمے جاری ہوئے ان سے سارا لاہور سیراب ہوتا گیا۔ مدرسہ دائی لاڈو، درس میاں وڈا، مدرسہ میانی صاحب، مدرسہ ابوالحسن خان تربتی، مدرسہ شیخ بہلولؒ، مدرسہ ملا فاضل لاہوریؒ مدرسہ شیخ جان محمدؒ سہروردی، مدرسہ نواب وزیر خان، مدرسہ ملا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی، مدرسہ حضرت ایشانؒ، مدرسہ ملا خواجہ بہاری قابل ذکر ہیں۔ ان مدارس میں علم دین کی اشاعت عام ہوئی اور اسلامی نظریات کو سلسلہ چشتیہ سہروردیہ، قادریہ اور نقشبندیہ کے مشائخ و اکابرین نے فروغ دیا، لاہور کو اپنا مسکن بنایا۔ خدمت دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں، آخر کار لاہور صوفیائے کرام کے مسکن اور اقامت کے ساتھ ساتھ علمی طور پر بھی بیدار ہوتا گیا بقول شہزادہ دارا شکوہ حضرت داتا گنج بخشؒ کی کوششوں سے لاہور کے ہر محلہ میں حافظان قرآن موجود تھے۔ مگر افسوس ہے کہ تاریخ کے اوراق ان

Marfat.com

میں گزاری۔ آپ نے علمی و روحانی فیوض و برکات سے ایک دنیا کو فیض یاب کیا۔ آپ اکثر وعظ فرماتے اور وعظ اتنا مؤثر ہوتا کہ سامعین دل و جان سے آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔

ملا عبد الحمید لاہوری بھی اپنی کتاب بادشاہ نامہ میں رقمطراز ہیں کہ شاہجہان بادشاہ تخت نشینی کے بعد ۱۰۳۸ھ میں لاہور آیا۔ ۱۵ ماہ رمضان کو جہانگیر بادشاہ کے مزار کی زیارت کی وہاں دس ہزار روپیہ غربا میں تقسیم کیا۔ حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کچھ رقم حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں نذر کی مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ ۱۹ ماہ رمضان کو حضرت شیخ بلاولؒ کو دو ہزار روپیہ نذر کیا جو انھوں نے کچھ درویشوں میں تقسیم کر دیا باقی خادم مطبخ خانہ کے حوالے کر دیا کہ درویشوں، مسافروں اور طالبان علم پر خرچ ہو۔ آپ بڑے زاہد و پرہیز گار درویش تھے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے۔ ہمیشہ خدمت فقراء مساکین و مسافرین میں کمربستہ رہتے اور حتی الامکان ان کی خاطر و مدارات اور امداد کرتے تھے۔ اور بندگان خدا کو احکامات اور پیغامات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ فرماتے اور عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے۔ آپ کی زندگی کا واحد نصب العین دین

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵ کا نام اور جائے سکونت محفوظ و مامون نہیں کر سکے۔ ان مدارس کی سرپرستی حکومت اور صاحب ثروت حضرات کیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ ایک قانون بھی رائج تھا کہ مملکت میں جہاں بھی کوئی مالدار رئیس یا تاجر کسی جانشیں یا وارث کے بغیر مرجاتا تو اس کی تمام جائداد و املاک حکومت کی ملک ہو جاتی اور وہ مدرسوں اور

Marfat.com

اسلام کی تبلیغ و اشاعت تھا۔ ایک دفعہ شاہ جہان نے حضرت شاہ بلاول قادری رح سے استفسار کیا کہ حضرت میاں میر رح نے میرا نذرانہ قبول نہیں کیا اور آپ نے لے لیا ہے فرمایا "ہمیں درویشوں مسافروں اور طالبان علم پر خرچ کرنے کے لیے روپیہ کی ضرورت ہے" میاں سے رخصت ہو کر شاہ جہان حضرت میاں میر رح کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ نے میرا نذرانہ قبول نہیں کیا مگر شیخ بلاول رح نے قبول کر لیا ہے آپ نے فرمایا "ان کی مثال ایک دریا کی سی ہے اور میری مانند تالاب، دریا میں اگر کوئی پلید چیز گر جائے تو وہ ناپاک نہیں لیکن تالاب ناپاک ہو جاتا ہے" بادشاہ یہ سن کر جب واپس قلعہ میں گیا تو سجدۂ شکر بجا لایا اور کہا "الحمد للہ میرے زمانے میں ایسے بزرگ بھی ہیں جن کا رضائے الٰہی کے سوا کوئی مقصد نہیں۔

## اخلاق و عادات حضرت شاہ بلاول قادری رح

حضرت شاہ بلاول قادری رح پیر طریقت، واقف اسرار حقیقت، جامع علوم ظاہر و باطن، کاملان وقت اور صاحب کرامات تھے آپ مادر زاد ولی اور ہمیشہ دائم الصوم اور قائم اللیل رہتے تھے کسی وقت سوائے یاد الٰہی کے آپ کو کچھ کام نہ تھا۔ مسجد میں نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتے تھے اور ہمیشہ لباس

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶ خانقاہوں پر صرف ہوتی، عہد شاہ جہانی میں اس قانون پر سختی سے عمل ہوتا تھا اور درس و تدریس کو بہت فروغ حاصل تھا۔

Marfat.com

فاخرہ پہنتے تھے۔ آپ کی خانقاہ درس و تدریس اور رشد و ہدایت کا ایک اہم مرکز تھا۔ اشاعت علم دین کے لیے درس جاری کیے تعلیم مفت دی۔
دارا شکوہ سفینۃ الاولیاء میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "این فقیر یک مرتبہ بخدمت ایشان رسیدہ آثار ریاضت و مجاہدات بسیار از بشرۂ شیخ ظاہر می شد" (یہ فقیر بھی آپ کی خدمت میں حاضری دے چکا ہے آپ کے چہرے پر ریاضت و مجاہدہ کے نشانات ظاہر تھے۔
آپ مستجاب الدعوات تھے روزانہ کافی لوگ آپ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ خوشخط عمدہ انشا پرداز منشی آپ کے دروازے پر رہتے جو حاجت مندوں کے لیے بادشاہ اور امراء کی طرف آپؒ کی جانب سے سفارشی چٹھیاں اور رقعے لکھا کرتے تھے اور لوح سفارش نامہ پر "اللہ" بس باقی ہوس تحریر کرتے تھے۔ بادشاہ اور امراء آپ کی سفارش منظور کرتے اور حاجت مندوں کی غرض پوری ہو جاتی۔
علامہ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹیؒ آپ کے ہم عصر تھے۔ ان سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ اکثر آپ سے ملاقات ہوتی۔ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے کتاب غنیۃ الطالبین[1] جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے اس کا

---

[1] مولوی محمد شفیع ایم اے سابق پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور نے اپنی کتاب "مقالات دینی و علمی" حصہ اول (صفحہ ۲۳۸) میں لکھتے ہیں کہ غنیۃ الطالبین کا فارسی ترجمہ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کے لڑکے (مولانا عبد اللہ لاہوریؒ) نے شیخ بلاول قادریؒ لاہوری کے فرمانے پر کیا۔

Marfat.com

ترجمہ فارسی زبان میں حضرت شیخ بلاول قادری کے ایماء سے کیا۔ اور آپ کے لڑکے مولانا عبداللہ لاہوری المتوفی ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء نے اس کتاب کا خطبہ (مقدمہ) لکھا تھا۔ حضرت شیخ محمد میر المعروف بہ میاں میرؒ سے بھی دوستانہ مراسم تھے اکثر آپ کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔ داراشکوہ حضرت شیخ شاہ بلاولؒ کا عقیدت مند تھا ایک دفعہ شاہ جہاں بادشاہ کی ہمراہی میں حاضر خدمت ہُوا۔ بادشاہ نے داراشکوہ کے حق میں کامیابی اور برخورداری کے لیے دُعا کی التماس کی، جسے آپ نے قبول فرمایا اور دعا فرمائی، دورانِ گفتگو داراشکوہ نے حضرت شیخؒ سے دریافت کیا کہ کبھی آپ نے شیخ میرؒ کو بھی دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ آنکھ کہاں جو اس قسم کے بزرگانِ خدا کا نظارہ کر سکے اور اُن کی عظمت

---

بقیہ حاشیہ صـ ۴۸ جو درست نہیں۔ آپ نے کسی تذکرہ یا ماخذ کا حوالہ نہیں دیا جو امر قابلِ تحقیق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبداللہ لاہوریؒ نے غنیۃ الطالبین کا ترجمہ فارسی زبان میں نہیں کیا بلکہ خطبہ (مقدمہ) لکھا ہے۔ اس کتاب کا خطبہ (مقدمہ) بیٹے نے باپ کی وفات کے بعد لکھا۔ مفتی غلام سرورؒ (خزینۃ الاصفیاء فارسی) جلد دوم ص ۱۵۲ تحریر کرتے ہیں "قطب وقت حضرت شاہ بلاول قادری لاہوریؒ کے حسب ارشاد بہ اجازت روحانیت حضرت غوث اعظمؒ مولانا عبدالحکیمؒ نے غنیۃ الطالبین کا نہایت مقبول و مطبوع فارسی میں ترجمہ فرمایا اور شہنشاہ جہانگیر اور شاہجہان کے نزدیک سب سے زیادہ قدر و منزلت پائی۔"

Marfat.com

دشان کو پہچان سکے البتہ ان ظاہری آنکھوں سے آپ کا جمال کبھی کبھی کر ہی لیتا ہوں، پھر بادشاہ نے سوال کیا کہ آپ کوئی ایسا عمل فرمائیں جس کے کرنے سے سعادت اخروی نصیب ہو، آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کی بازپرس کے حال کا اندازہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حال سے کرنا چاہیئے کہ دریائے جیموں کے پل میں سوراخ ہو گیا جس کی وجہ سے چند گزرنے والوں کے پاؤں کو چوٹ آئی اور اس چوٹ کا عتاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر ہوا کہ آپ رہگذر اور مویشیوں کے راستے سے کیوں غافل رہے اور توجہ نہ دی۔ جس سے خلق خدا کو نقصان ہوا، نقصان بغداد میں ہوا اور اس کا جواب حضرت امیر المومنین خلیفہ وقت کو دینا پڑا، یہ کلمات سن کر باپ بیٹا دونوں خاموش ہو گئے۔

بیان کرتے ہیں ایک روز کسی نے آپ سے حضرت میرؒ کے متعلق استفسار کیا کہ آپ حضرت میرؒ کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ وہ اپنے عہد کے امام طریقت، واقف اسرار حقیقت علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار اور عارف کامل ہیں، ریاضت، مجاہدہ، زہد و تقویٰ، فقر و غنا اور توکل و قناعت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں اور عارف شب زندہ دار ہیں مگر وہ آپ کے حق میں صرف اتنا فرمادیتے ہیں کہ آپ "مرد صالح" ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ شیخ میرؒ نے میری تعریف اسی ایک جامع لفظ سے کر دی جس لفظ سے اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں پیغمبروں کی تعریف کی ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی لفظ استعمال نہیں کیا، بس مجھے شیخ میرؒ نے اسی لفظ سے

Marfat.com

یاد کیا جن سے پیغمبروں کو ٹھہرایا گیا۔

صاحب محبوب[1] الواصلین نے آپ کی روزانہ تقسیم اوقات اس طرح تحریر کی ہے۔ صبح سے چاشت تک مصروف مراقبہ و عبادت رہتے پھر اپنے ہاتھ سے کھانا تقسیم کرتے، دوپہر کے بعد ایک گھڑی قیلولہ کرتے پھر ظہر کی نماز باجماعت ادا کرتے اور نماز عصر تک متوجہ بحق رہتے تھے اسی دوران خلقت پانی کے کوزے لے کر حاضر ہوتی۔ شیخ دعا پڑھ کر اس پر دم کرتے اس طرح سینکڑوں بیمار شفایاب ہوجاتے۔ پھر حاجت مندوں کے بادشاہ اور امراء کے لیے سفارشی رقعے لکھے جاتے، وقت شام ہوجاتا آپ روزہ پانی سے افطار کر کے نماز مغرب ادا کرتے پھر خلوت میں جاکر چند رکعات نوافل ادا کرتے پھر کھانا تقسیم کرنے کے لیے نکلتے اور خود نان جویں اور ساگ چولائی کے چند نوالوں کے سوا کچھ نہ کھاتے تھے۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر خلوت گزیں رہتے نماز تہجد تک تلاوت قرآن شریف فرماتے۔

آپ کو ذیل اشعار بہت پسند تھے اور ورد زباں رہتے تھے۔

[2] یا الٰہی بدہ تو توفیقم    راہ بنما بسوئے تحقیقم
زندگی مقصود بہر بندگیست    زندگی بے بندگی شرمندگیست

آپ بے حد فیاض تھے۔ آپ کا لنگر بڑا وسیع اور دونوں وقت جاری

---

[1] ماخذ تحقیقات چشتی

[2] تاریخ لاہور (عبداللطیف) صفحہ ۱۵۸ - ۱۵۹

Marfat.com

رہتا تھا یہاں تک کہ ایک داروغہ مطبخ بھی موجود تھا ہمیشہ درویشوں مسافروں اور طالبانِ علم کی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ انند رام مخلص[1] المتوفی ۱۱۶۴ھ کی مشہور تالیف "بدائع وقائع" کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خانقاہِ شاہ بلاولؒ اور گردو نواح کا علاقہ ہمیشہ میدانِ جنگ رہا اور یہاں اکثر جنگیں ہوئیں بہت سے خوبصورت مقامات، سیرگاہیں اور مقبرے جو خانقاہ کے نزد تعمیر تھے تباہ و برباد ہو گئے حتیٰ کہ باغ شاہ بلاولؒ بھی ویران ہو گیا۔ شاہ بلاولؒ اور درگاہ شاہ حسینؒ (مادھولال حسین) کے درمیان قلعہ حضرت ایشاںؒ میں حیات اللہ خان بہادر کی افواج رہا کرتی تھی۔ ۱۱ جنوری ۱۷۴۸ء کو مزار شاہ بلاولؒ کے پرانے وقوع کے پاس جہاں بعد میں راجہ[2] شیر سنگھ کی سمادھ بنی اور دریائے راوی کی پرانی گذرگاہ کے کنارے احمد شاہ درّانی اور حیات اللہ خان بہادر کی فوجوں میں لڑائی ہوئی حیات[3] اللہ خان بہادر کا دست راست حشمت اللہ خان مارا گیا۔ قصور کا افغان سردار جملہ خان اپنے لشکر سمیت احمد شاہ درّانی سے مل گیا۔ حیات اللہ خاں بہادر راتوں رات چند معتبر و معتمد ساتھیوں

---

[1] انند رام نام مخلص تخلص تھا، وطن سودہرہ ضلع سیالکوٹ پنجاب تھا، ۱۱۱۱ء میں پیدا ہوئے اپنے زمانے کے مشہور اہلِ قلم اور شاعر تھے مرزا عبدالقادر بیدل اور سراج الدین علی آرزو آپ کے استاد تھے۔ گلدستہ اسرار، بدائع وقائع مرات اصطلاحات، سفرنامہ، رقعات مخلص، چمنستان، مرقع تصویر، ہنگامۂ عشق، پری خانہ، دیوان روزنامچہ اقوال اور رباعیات آپ کی مشہور

کی معیت میں خزانے کا بہت سا روپیہ لے کر دہلی بھاگ گیا۔ ۱۲ جنوری ۱۷۴۸ء کو احمد شاہ درانی اور اس کی افغان افواج بیگم پورہ، عمارات حضرت ایشاںؒ اور گردونواح کے پر رونق علاقوں میں داخل ہو گئیں۔ لوٹ مار، قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا خوبصورت اور دلکش عمارات کو تباہ و برباد کیا ان عمارات کے کھنڈرات کھدائی کے وقت اب بھی بستی بیگم پورہ، کوٹ خواجہ سعید اور بھوگیوال میں نظر آتے ہیں۔

## خوارق و کرامات حضرت شاہ بلاول قادریؒ

(۱) __چور کی توبہ__: حضرت شاہ بلاولؒ کا لنگر بڑا وسیع تھا۔ دونوں وقت لوگوں کو کھانا ملتا تھا۔ مطبخ میں ہر قسم کا کھانا پکانے کا سامان موجود رہتا تھا۔ ایک دفعہ ایک چور رات کے وقت سامانِ خوراک چرانے

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲ تصانیف ہیں۔

۲ دیکھیں صفحہ ۵۸

۳ حیات اللہ خان (شاہنواز خان) ناظم لاہور تھا۔ عضد الدولہ نواب زکریا خاں بہادر کا فرزند تھا۔ نواب زکریا خاں ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۵۸ھ بمطابق ۱۲ جولائی ۱۷۴۵ء بمقام بیگم پورہ وفات پائی جنازہ بمکان حضرت ایشاںؒ اٹھایا گیا اور اپنے باپ سیف الدولہ عبدالصمد خاں بہادر کے پہلو میں دفن کیا گیا نواب زکریا خاں ہر دل عزیز رعایا پرور اور دولت گستر تھا اندرام مخلص اپنی کتاب بدائع وقائع میں لکھتا ہے کہ نواب صاحب کے جنازے پر اس قدر پھول برسائے گئے کہ شہر میں پھول نایاب ہوئے اور کسی

Marfat.com

کے لیے باورچی خانے میں گھس گیا تو اندھا ہو گیا اور ایک کونے میں چھپ رہا جب دن ہوا تو حضرت شاہ بلاولؒ نے داروغہ مطبخ کو بلایا اور کہا کہ باورچی خانہ میں ایک اندھا بیٹھا ہے اور وہ رات سے بھوکا ہے اس کو کھانا دو۔ داروغہ نے اسے کھانا پیش کیا مگر اس نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے حضرت صاحبؒ کے پاس لے چلو چنانچہ جب پیش کیا تو اس نے معافی مانگی اور سر قدموں پر رکھ دیا۔ حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور آپ کی دعا سے بینائی واپس آگئی۔

## (۲) نزول باراں

ایک دفعہ شیخ ابو طالب جو دہ ہزاری منصب دار تھا۔ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا اور حلقہ ارادت میں داخل تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے دیہات کی جاگیر میں بارش نہیں ہوئی دعا فرمائیے آپ نے آسماں کی طرف منہ کر کے دعا کی فوراً بادل نمودار ہوئے آپ نے فرمایا جاؤ اور ابو طالب کی جاگیر پہ برسو بادل وہاں سے اُڑا اور اس کی جاگیر کو سیراب کیا۔

---

بقیہ حاشیہ صہ ۵۵ قیمت پر نہ ملتے تھے۔ نواب زکریا خان کے اموال بھی بادشاہ محمد شاہ ضبط ہوئے جو کہ عہد مغول کا قدیم دستور تھا کہ امراء کی موت کے بعد اموال بھی بادشاہ وقت ضبط ہو جاتے تھے بعد میں بحکم بادشاہ جانشین کو واپس دے جاتے۔

Marfat.com

## (۳) غصہ وجلال

ایک دفعہ آپ کے مرشد حضرت شاہ شمس الدین قادری لاہوریؒ دریا کے نزدیک ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما رہے تھے آپ حاضر خدمت تھے کہ ایک جاٹ آیا اور درخت پر چڑھ کر لکڑیاں کاٹنی شروع کردیں آپ نے اسے ہر چند روکا مگر جاٹ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آپ نے اس کی جانب نگاہ غضب سے دیکھا وہ اسی گھڑی گر کر مر گیا۔ جب حضرت شمس الدین قادری لاہوریؒ بیدار ہوئے اور جاٹ کی حالت سے آگاہ ہوئے فرمایا "ہم فقیروں کے لیے ایسا جلال اور غضب روا نہیں بہتر یہ ہے کہ آپ حضرت ابو اسحاقؒ کے ایک حجرے میں خلوت نشین ہو کر تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو جائیں" چنانچہ شاہ بلاولؒ وہاں تشریف لے گئے اور ایک لمبی مدت تلاوتِ قرآن پاک اور نماز و روزہ دوام میں گزار دی۔

## (۴) شفقت

محبوب الواصلین میں مرقوم ہے کہ آپ محلہ شیخ ابو اسحاقؒ کے ایک حجرے میں خلوت نشین ہو کر ہمیشہ تلاوت قرآن شریف میں مشغول رہتے ایک دفعہ آپ کے ہمسایہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ پنجاب کی رسم کے مطابق بھانڈ

---

۱ دیکھیں صفحہ ۴۲ ۲ بستی مزنگ بیرون شہر لاہور میں ایک محلہ ہے جو شاہ ابو اسحاق مزنگ کے نام سے مشہور ہے۔ اس محلہ میں شاہ ابو اسحاق کی خانقاہ کے حجرہ میں آپؒ چند سال تک مقیم رہے اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہے۔

Marfat.com

زرِ مبارک با دلینے کے لیے آئے وہ آدمی بہت تنگ دست اور مفلس تھا اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا تھا شاہ بلاولؒ اُس کے حال سے واقف تھے اور مٹی کا آفتابہ لے کر حجرے سے باہر آئے اور اسے دیوارِ ہمسایہ پر مار کر توڑ ڈالا، تمام مٹی کے ٹکڑے زرِ خالص بن گئے جنہیں نقال اٹھا کر لے گئے اور ہمسایہ کو ان سے خلاصی پائی۔

## وصال و تاریخِ وفات حضرت شاہ بلاول قادریؒ

بوقت عشاء شب دوشنبہ ۲۸ ماہ شعبان ۱۰۴۶ھ/۱۶۳۶ء بعہد شاہجہان بادشاہ ستر برس کی عمر میں وفات پائی موضع بھوگیوال کے متصل دریائے راوی کے کنارے اپنی تعمیر کردہ خانقاہ اور باغ میں دفن ہوئے۔

## قطعاتِ تاریخ وفات از مولانا مفتی غلام سرور لاہوری

زدنیا شد چو در خلد معلّٰی
بگو مقبولِ حق سرمست تاریخ
۱۰۴۶ھ

جنابِ شہ بلاولؒ شاہِ شاہاں
دگر کامل مہ فضل است اے جاں
۱۰۴۶ھ

(خزینۃ الاصفیاء حصہ اوّل)

[1] ماخذ سفینۃ الاولیاء از شہزادہ دارا شکوہ و خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرورؒ ان کتب کے علاوہ صاحب حدیقۃ الامرار فی اخبار الابرار آپ کی تاریخ وفات بوقت عشاء شب دوشنبہ ۸ ماہ شعبان ۱۰۴۶ھ لکھتے ہیں جو درست نہیں۔

Marfat.com

شاہ بلاولؒ شاہ عالی جاہ تھے — حضرتِ حق سے ملا ان کو بہشت
ان کا نورِ معرفت ہے خاتمہ — دوسری تاریخ ہے نیکو سرشت
۱۰۴۶ھ

"بلاولؒ پیر محبوب بہشت" است
۱۰۴۶ھ
وصالِ آں شہ دین شاہ عرفان است
(از حدیقۃ الاولیاء)

## مزار حضرت شاہ بلاول قادریؒ

موضع بھوگیوال کے متصل دریا راوی کے کنارے اپنی تعمیر کردہ خانقاہ اور باغ میں آپ کو آپ کے صاحبزادہ شیخ محمد حیاتؒ نے دفن کیا اور عالیشان گنبد آپ کے مزار پر بنایا گیا۔ خانقاہ کے ساتھ خوبصورت باغات، سیر گاہیں اور دلکشا مقامات تعمیر تھے۔ خانقاہ کے سامنے ایک عالیشان خوبصورت مسجد بنی ہوئی تھی جس کے حجرے نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرے تھے مسجد کے درمیان ایک حوض نہایت وسیع اور گہرا تھا جس میں عجیب قسم کے فوارے تھے۔ باغ میں طرح طرح کے پھلدار درخت اور پھول دار پودے تھے مسجد میں حوض کے گرد قرآن شریف پڑھنے والوں۔ قاریوں اور حافظوں کے گروہ کے گروہ دن رات قرآن خوانی میں مشغول رہتے۔ باغ اتنا خوبصورت تھا کہ حاجت مند، امیر کبیر، بیگمات اور عقیدت مند درختوں کے سایہ تلے آرام کرتے۔ بعد از دوپہر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔

خانقاہ شاہ بلاولؒ اور گرد و نواح کا علاقہ پر[1] ویزہ آباد رہتا ہمیشہ ہیدان

[1] دیکھیں صفحہ ۱۱۱

Marfat.com

جنگ رہا ہے اور یہاں اکثر جنگیں ہوئیں۔ بہت سے خوبصورت مقامات،
سیرگاہیں اور مقبرے تباہ و برباد ہو گئے ان عمارات کے کھنڈرات کھدائی
کے وقت اب بھی نظر آتے ہیں۔

جہاں اب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بارہ دری ہے اور شیر سنگھ[1] اور
اس کا بارہ سالہ خوبصورت لڑکا (پرتاب سنگھ) کو ظالم اور بے رحم
سندھانوالیوں نے قتل کر ڈالا تھا مقام شاہ بلاول رح کے نام سے مشہور ہے
اور نشان قبر اب بھی موجود ہے مگر باغ اور چار دیواری کے نشانات نہیں
ملتے۔ تاریخ لاہور کا مصنف رائے بہادر[2] لالہ کنہیا لال (۱۸۸۴ء) صفحہ
۲۳۸ تحریر کرتے ہیں کہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں دریا راوی اس
قدر نزدیک آ گیا کہ خانقاہ کی ایک دیوار گر گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ نے
فقیر نورالدین[3] کو حکم دیا کہ شاہ بلاول رح کا صندوق قبر سے نکلوا کر کسی اور جگہ دفن
کر دو چنانچہ فقیر نورالدین نے قبر کو کھدوایا اور تابوت کو نکلوایا۔ اور اس روز

---

[1] شیر سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بیٹا اور ایک بہادر نوجوان تھا۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۴۳ء
کو شیر سنگھ دریا راوی کے کنارے بارہ دری و باغ شاہ بلاول رح میں فوجوں کا معائنہ
کر رہا تھا۔ کہ اجیت سنگھ سندھانوالیہ جن کے ساتھ اس نے نیک سلوک
کیا تھا اور ان کی جاگیریں بحال رکھیں اور انعامات دیئے، اسے ایک بندوق
پیش کی جو ساختہ انگلستان تھی مہاراجہ نے اسے دیکھنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔
تو بے رحم سردار نے بندوق چلا دی شیر سنگھ وہیں ڈھیر ہو گیا پھر لہنا سنگھ

ہزاروں مسلمان شہر لاہور کے اس بزرگ کی زیارت کو گئے اور سب کے
روبرو صندوق کو کھولا گیا۔ دو سو برس کے بعد یہ تابوت زمین سے نکالا مگر
نعش کی رنگت ہرگز بدلی نہ تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ ابھی وقت یہ شخص فوت ہوا ہے
چنانچہ دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھی گئی اور حال کے موقع پر دفن کیا گیا۔ یہ مزار

---

بقیہ حاشیہ جندہ سندھاں والیہ نے مہاراجہ شیر سنگھ کے خورد سالہ بیٹے کنور
پرتاب سنگھ کو بھی قتل کر دیا یہ مقام خانقاہ و باغ شاہ بلاول کے نام سے مشہور
ہے اور تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔

لہ آپ کا نام لالہ کنہیا لال، وطن جیسر ضلع ایٹہ اور کائستھ خاندان سے تعلق
رکھتے تھے مفتی غلام سرور کے نامور شاگردوں میں سے تھے۔ ہندی تخلص، شعرو
سخن میں مولوی احمد بخش بیدل سے اصلاح لی، فارسی اور اردو میں بہت سی
کتابوں کے مصنف ہیں۔ تاریخ پنجاب اور تاریخ لاہور آپ کی مشہور کتابیں
ہیں۔ حکومت برطانیہ کے دور میں آپ ایگزیکٹو انجینئر پی ڈبلیو ڈی لاہور ڈویژن
کے عہدہ پر مامور تھے ۳ے پیر غلام دستگیر نامی اپنی کتاب بزرگانِ لاہور صفحہ (۴۶)
میں فقیر عزیز الدین لکھتے ہیں حالانکہ فقیر عزیز الدین فقیر نور الدین کے چھوٹے بھائی تھے۔ مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے دور میں یہ خاندان برسرِ اقتدار تھا فقیر صاحبان صوفی منش علم دوست مخیر
اور شریف مزاج لوگ تھے ان کے والد فقیر غلام محی الدین سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کے ایک مقتدر
شیخ تھے۔ لہ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جلد اول (ص ۱۶۳) پر لکھا ہے کہ ۱۲۵۲ھ
میں دریائے راوی مقبرے کے بالکل قریب بہنا شروع ہو گیا تو اس خدشہ سے کہ کہیں

Marfat.com

جانب مشرق باغ راجہ دینا ناتھ نزد گھوڑے شاہ واقع ہے اس کی چار دیواری پختہ ہے دروازہ شالامار باغ کے پرانے راستے میں جنوب کی جانب ہے اس کے اندر ایک وسیع میدان ہے جس کا رقبہ ۲۰ کنال ہے یہ اراضی راجہ دینا ناتھ نے بطور عطیہ مسلمانانِ لاہور کے حوالے کی تاکہ مزار کی دیکھ بھال ہو سکے۔ اب یہ مزار بہت خستہ و شکستہ اور قابل مرمت ہے۔ گرد و نواح میں رہائشی مکانات تعمیر ہو گئے ہیں اور خانقاہ ان میں چھپ گئی ہے۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹ مزار کو نقصان نہ پہنچے آپ کی نعش مبارک کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا اور اب ان کا مزار پر انوار بیرونِ دہلی دروازہ واقع ہے لیکن دہلی دروازہ کے باہر نزدیک ترین شاہ بلاول کے نام کا کوئی مزار نہیں ہے۔ دہلی دروازہ کے باہر کافی فاصلہ (تقریباً دو تین میل) پر واقع ہے غالباً اسی لحاظ سے اس کو بیرون دہلی دروازہ لکھا ہو گا۔ ۲؎ آپ دیوان دینا ناتھ کے نام سے مشہور تھے۔ انگریزوں نے دیوان دینا ناتھ کی خدمات و قابلیت کے بدلہ میں راجہ کا خطاب عطا کیا اور کلانور کا علاقہ جاگیر میں دیا۔ دیوان امر ناتھ تخلص اکبری اور دیوان رام ناتھ تخلص اصغری آپ کے دو فرزند تھے صاحبِ علم و ادب تھے۔ آپ کی عالیشان حویلی دہلی دروازہ کے اندر اب تک موجود ہے۔ آپ نے شالامار باغ کے پرانے راستہ پر مزار گھوڑے شاہ کے متصل جہاں سے کوٹ خواجہ سعید کو بھی راستہ جاتا ہے اپنا باغ تعمیر کرایا۔ باغ کے ارد گرد چار دیواری تھی جو اب گر چکی ہے۔ باغ کا دروازہ مشرق کی جانب تھا جس کا اب کوئی نشان نہیں۔ باغ کے اندر بارہ دریاں۔ سہ نشین۔ چبوترے، حوض اور

Marfat.com

لالہ سوہن لعل سوری کی مشہور تالیف عمدۃ التواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ خانقاہ حضرت شاہ بلاول کا بہت احترام کرتا تھا۔ خانقاہ کے نزدیک ایک خوبصورت باغ تھا جو باغ شاہ بلاول کے نام سے مشہور تھا اس باغ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کئی مختصر اجلاس اور جشن کیے جن کا مفصل ذکر اس تاریخ کے مختلف دفتروں میں درج ہے (ص ۶۱ دفتر سوم حصہ اول)

---

بقیہ حاشیہ صفہ ۶۰ فوارے بھی تھے۔ اہالیانِ لاہور اکثر موسم برسات میں اس باغ میں سیر و تفریح کے لیے آتے تھے اور بڑی رونق رہتی تھی۔ اس باغ کے جنوب میں ایک بارہ دری تھی جو نہایت خوبصورت اور پختہ تھی اب وہ گر چکی ہے فوارے اور حوض بھی مٹ مٹا گئے ہیں ان کی جگہ نئے مکانات اور دکانیں تعمیر ہو گئی ہیں۔ اب یہ علاقہ بعد تقسیم پاک و ہند لاہور میں یحییٰ کالونی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ رہے نام اللہ کا۔ مفتی تاجدین بن مفتی امام دین حالات ضلع لاہور (قدیم لاہور) ۱۸۶۷ء میں باغ راجہ دینا ناتھ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

" یہ باغ بھی پاس موضع کوٹی (کھوئی) میراں کے اسی زمانہ میں بڑی شان و شوکت سے آباد ہوا زمین اس کی بہت اور آرائش وضعدار ہے اور اس میں ایک بارہ دری جو کہ ایک بڑا بھاری محل سرائے ہے بڑے شوق و ذوق سے تعمیر ہوئی۔ ایہاں بھی تا وقتیکہ راجہ دینا ناتھ نہیں مرا بہت آرائش رہی ہر ایک طرح کا پھل پھول ہوتا تھا مگر اب ویسا نہیں رہا۔ پاس کے لاہور کی طرف "

سے آپ کا نام بہاؤالدین تھا۔ مادر زاد ولی تھے۔ پانچ برس ہی کے سن میں آپ نے

Marfat.com

مہاراجہ موصوف نے ایک مقام پر حکم دیا کہ اس باغ کی آرائش و زیبائش میں خاص توجہ دی جائے۔

"باغبانانِ شاہ بلاول و شالامار باغ را ایماءے گردید کہ باغاتِ صدر را بہ خوب ترین آئینِ مصفا و پاکیزہ باید ساخت" (ص ۲۴۹ دفتر دوم)

رنجیت سنگھ نے جب لاہور پر قبضہ کیا تو یہ شہر جو تقریباً نصف صدی پہلے تہذیب و ثقافت کا ایک درخشاں مرکز تھا۔ اور عہد شاہجہانی میں مدینۃ الاولیا اور بغداد العلم کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ برباد ہو کر اجڑ چکا تھا۔ اندرون شہر کا حال بہت خراب تھا اور شہر کے باہر میلوں تک شکستہ عمارتوں، اجڑے محلوں اور شاہی عمارتوں کے کھنڈر نظر آتے تھے ان کھنڈرات کے درمیان متعدد قومی یادگاریں، باغات، مقبرے، مساجد اور خانقاہوں کے بھی نشانات موجود تھے۔ رنجیت سنگھ نے مغلیہ دور کی خالی اور متروکہ حویلیاں اپنے سرداروں کے سپرد کیں، جنہوں نے مرمت بوضع خاطر خواہ کروا کر اپنا مسکن بنایا، پھر بطرز جدید آبادی ظہور میں آئی۔ شہر میں بے شمار مکانات، باغات، حویلیاں، مندر گوردوارے اور سمادھیں تعمیر ہوئیں، امراء نے جو

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱ کرامات ظاہر ہونی شروع ہوئیں۔ بچپن میں آپ کو گھوڑوں سے بہت محبت تھی جو شخص آپ کی خدمت میں آ کر مٹی کا گھوڑا پیش کرتا فوراً بمراد ہو جاتا۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۰۳ھ / ۱۴ نومبر ۱۵۹۴ کو بعہد اکبر بادشاہ وفات پائی۔ اس مزار کی چار دیواری راجہ دینا ناتھ نے تعمیر کروائی تھی جو اب گر چکی ہے اب اردگرد نئے رہائشی مکانات تعمیر ہو چکے ہیں (تحقیقات چشتی ص ۱۶۲)

Marfat.com

باغات بنوائے یا بحکم سرکار پرانے باغوں کو رونق دی اور آراستہ پیراستہ کیا ان کی تعداد ایک سو ستائیس[1] تھی، شالامار باغ اس تعداد سے مستثنیٰ تھا۔ باغ شاہ بلاولؒ سب باغوں میں زیادہ سرسبز، تروتازہ پھلدار اور پررونق تھا۔ اس باغ کے قرب وجوار ارائیوں کے مکانات اور چھوٹے چھوٹے باغیچے تھے جن میں آم اور جامن گلاب اور موتیا کے پودے بکثرت تھے۔ مفتی تاجدین بن مفتی امام دین حالاتِ ضلع لاہور (قدیم لاہور) میں تحریر کرتے ہیں۔

"**باغ شاہ بلاولؒ** پاس مزار حضرت شاہ بلاولؒ کے تعمیر اور آباد کرایا ہوا مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ہے سب باغوں پر فائق تھا۔ مہاراجہ شیر سنگھ اکثر یہاں رہا کرتا تھا اور اسی جگہ مارا گیا۔ اس کے عہد کی ایک بارہ دری پختہ بہت عمدہ بنی ہوئی تھی سمادھ اوس کی اور اوس کی اولاد سے اس کے بیٹے پرتاب سنگھ کی یہاں ہے پاس اوس بارہ دری کے تھوڑے فاصلہ پر ایک حمام پرانا ہے مہاراجہ شیر سنگھ نے اوس کو مرمت کیا تھا نیچے اوس کے نالہ دریائے راوی بہتا تھا جو کہ اب بھی موسم برسکال (کذا) میں جاری رہتا ہے"

باغ و مزار شاہ بلاولؒ کے پاس ایک شکارگاہ بھی تھی۔ جہاں امراء

---

[1] ظفر نامہ رنجیت سنگھ (ص ۲۷۱)

اکثر شکار کے لیے جایا کرتے تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی شکار کھیلنے
کے لیے آتے اور اس مقام پر آرام کے لیے قیام کرتے۔ یہ مقام آج بھی
لاہور کے مشہور ترین مقامات میں سے ہے اور مرجع خاص و عوام ہے۔
عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے مزار پر حاضری دیتی ہے،
آپ کا عرس اور میلہ سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے۔ ۲۸ ماہ شعبان عرس کی
تاریخ ہے عرس کے موقع پر مجالس ذکر ہوتی ہیں جن میں آپ کے عقیدت مند
جوش و جذبہ اور سرمستی کے عالم میں شریک ہوتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ سکھی
عہد میں ایک رسم تھی کہ رات کے میلہ میں ہندو مسلمان بکثرت شرکت
کرتے اور آتش بازی چھوڑا کرتے تھے ان کے علاوہ دور دور سے ماہر
آتشباز بھی حاضری دیتے اور اپنے فن کا مظاہرہ کرتے عزت و احترام
اور فضیلت کی دستار پاتے پھر رخصت کیے جاتے مگر آج کل یہ رسم نہیں

---

بقیہ حاشیہ صـ۶۳ سے اس بارے مفتی تاج دین صاحب کی تحقیق کمزور ہے۔ حضرت
شاہ بلاولؒ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد حیاتؒ نے اپنے والد ماجد کو ان کی اپنی
تعمیر کردہ خانقاہ اور باغ میں دفن کروایا پھر ایک عالیشان گنبد آپؒ کے مزار پر بنایا
گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے باغ کو تعمیر نہیں کروایا بلکہ آباد کیا اور ایک پختہ بارہ دری
اور سمادھ کا اضافہ کیا ہے۔ اس وقت کے عقیدت مندوں میں عبداللہ نمبردار
مہر میراں بخش فضل الٰہی، حسین بخش، معراج دین، سراج دین، فیروز دین، مہر دین، الٰہی بخش
عنایت محمد۔ ولایت علی شاہ مولا بخش، محمد بشیر محمد وزیر، ہدایت علی شاہ مظفر حسین
سید احمد شاہ منا ٹھیکیدار، سائیں جیون، مہر عبدالرحیم، مہر امام دین، شاہ دین

Marfat.com

نگرانی و تولیت

صدر ایوب خان کے دورِ حکومت میں محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں آیا جس کی بدولت بزرگانِ دین کے مزاروں کی دیکھ بھال کا کام براہِ راست حکومت کی تحویل میں آگیا ، یہ نشانیاں محفوظ و مامون ہوگئیں ۔ اور بزرگانِ دین کے مزاروں پر شرک اور بدعت کی تمام رسوم ختم ہوگئیں مگر آپ کا مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ۔ مزار کی عمارت بہت بوسیدہ ہے اور قابلِ توجہ ہے ۔ عقیدت مندوں محکمہ اوقاف اور محکمہ آثارِ قدیمہ جو کہ قدیم آثار کی حفاظت کا ذمہ دار ہے سے التماس ہے کہ اس کی مرمت کروائی جائے تاکہ دورِ شاہ جہاں کا عظیم صوفی اور ولی اللہ جس نے لاہور میں اشاعت علمِ دین کے لیے درس جاری کیا مفت تعلیم دی اسلامی مراکز اور قیام گاہ قائم کئے ۔ درویشوں ، مسافروں اور طلباء کے لیے لنگر جاری کیے ۔ علم و ہنر کی مشعلیں روشن کیں جن سے قوم کے بجھے ہوئے چراغ صدیوں تک روشنی حاصل کرتے رہے اور جو اس شہر میں تقریباً عرصہ تین چار سو سال سے محوِ خواب ہیں کے نشانات محفوظ و مامون ہو جائے ۔ اور یہ قدیم شہر لاہور جو مدینۃ اولیاء اور بغداد العلم کے نام سے پکارا جاتا ہے زندہ رہے ۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴ پیر بخش اور ملا پہلوان قابل ذکر بزرگ ہیں جو آپ کا سالانہ عرس اور دیگر تقریبات کو نہایت گرم جوشی محبت اور خلوص نیت سے ادا کرتے ہیں ۔ یہ بزرگ چاہ میراں ، کوٹ خواجہ سعید ۔ بھوگیوال اور اندرون شہر لاہور میں اقامت پذیر ہیں ۔

Marfat.com

داراشکوہ نے جب بھی لاہور میں قیام کیا اور قیام کے دوران وہ علماء و شعراء اور اولیاء اللہ سے ملاقات کرتا رہا اس بارے اس نے اپنے تاثرات سفینۃ الاولیاء میں ذیل الفاظ میں ادا کئے ہیں۔

"لاہور ایک نہایت معزز اور ممتاز شہر ہے روئے زمین پر یہ ثانی نہیں رکھتا آج یہ شہر لاہور اولیاء صالحین، علماء فضلاء اور شعراء کا مرکز بنا ہوا ہے یہاں بہت سے مشائخ اور اولیاء کے مزارات ہیں۔"

ہمیشہ اولیا خیزد ازیں ملک ، خدا ایں قوم را منظور دارد

(داراشکوہ قادری)

حضرت شاہ بلاول قادریؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند شیخ محمد حیاتؒ خانقاہ کے متولی ہوئے۔ آپ کے اور آپ کے خلفاء کے حالات زندگی نہیں ملتے۔ افسوس ہے کہ تاریخ کے اوراق ان کو محفوظ نہ کر سکے۔

حضرت شیخ محمد حیاتؒ حضرت محمد مقیم محکم الدینؒ[1] المتوفی ۱۰۵۵ھ فرزند حضرت سید شاہ ابو المعالیؒ (حجرہ والے) کے ہم عصر تھے۔

---

[1] آپ کے والد ماجد کا نام شاہ ابو المعالی بن سید محمد نور بن سید بہاء الدین المشہور بہادل شیر تھا۔ خورد سالی ہی میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اکتساب علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور کمالات ظاہری و باطنی سے مالا مال ہوئے۔ آپ صاحبِ خوارق و کرامت تھے ۱۰۵۵ھ میں وفات

Marfat.com

اس مختصر سے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے اللہ مجھ گنہگار کو حضرت شاہ بلاولؒ قادری اور جملہ اولیاء اللہ کی سچی محبت عطا فرما اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخش ' آمین ثم آمین

راقم الحروف

میاں اخلاق احمد ایم - اے

۳۴۳ شاد باغ لاہور

---

بقیہ حاشیہ صـــ ۶۶ پائی۔ مزار موضع حجرہ میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

آپ کا شجرہ نسب یوں بیان کرتے ہیں۔ حضرت محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابو المعالی بن سید محمد نور بن سید بہاؤ الدین مشہور بہاول شیر قلندر بن سید محمود بن سید علاء الدین زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس العارفین شمس الدین بن سید مومن بن سید شاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق ابن غوث الثقلین محبوب سبحانی قدس اللہ سرہم العزیز۔

# شجرۂ بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ حضرت شاہ بلاولؒ[1] قادری

الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین شفاعت دستگاہ امت پناہ احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

الٰہی بحرمت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

---

[1] بعض لوگوں حضرت شاہ بلاولؒ کے شجرہ بیعت کے بارے اختلاف رکھتے ہیں یہ ان کی نادانی اور کم‌ور تحقیق کی نشانی ہے۔ مستند کتابوں میں جو شجرہ بیعت درج ہے اور جو مختلف اولیاء کرام کے پاس جو آپ کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں اور نسلاً بعد نسلٍ محفوظ و مامون چلا آیا ہے وہ یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس میں چند دو سطوں کا اضافہ ہے اور وہی باعث اختلاف ہے۔ وہ یہ ہیں

"حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فیض یاب ہوئے ان سے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فیض حاصل کیا ان سے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اخذ فیض ہوئے ان سے حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ ارادت پایا ان سے حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فیض پایا" باقی وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ تحقیقات چشتی میں آپ کا شجرہ طریقت اس طرح مرقوم ہے "شاہ بلاولؒ مرید حضرت شاہ شمس الدینؒ وہ

الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام موسےٰ کاظم رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام علی موسےٰ رضا رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح محمد طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

بقیہ حاشیہ صہ ٦٨

---

مرید حضرت شاہ ابواسحاقؒ کے تھے، شاہ ابواسحاقؒ مرید حضرت داؤد بندگیؒ کے جن کا مزار شیر گڑھ میں ہے اور وہ مرید سید حامدؒ کے اور وہ شمس الدین محمدؒ کے اور وہ اپنے والد سید علیؒ کے اور وہ اپنے والد سید احمدؒ کے اور وہ اپنے باپ سید صوفیؒ کے اور وہ اپنے باپ ابی نفرؒ کے اور وہ جناب غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے، اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی نور محمد چشتی نے چند واسطے حذف کردئے ہیں مکمل شجرہ طریقت بیان نہیں کیا اور اس کی تصدیق میں کسی ماخذ کا ذکر بھی نہیں کیا۔

Marfat.com

الہٰی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت قطب العالم غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ
محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الہٰی بحرمت حضرت سید السادات جناب سید سیف الدین عبدالوہاب
رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید صفی الدین سید صوفی رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید مسعود رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید شاہ امیر رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید شاہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید شاہ محمد غوث گیلانی حلبی اوچی رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید عبدالقادر ثانی گیلانی اوچی رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید حامد گنج بخش گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت شیخ داؤد چونی وال رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت ابواسحاق لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت شاہ شمس الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ بلاولؒ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
رحم کن بر حالِ زارِ ما

اے اللہ! ہمیں دینِ حق کی خدمت کرنے کا زیادہ سے زیادہ جذبہ عنایت فرما! اور اس پُرفتن دور میں سلامتیِ ایمان بخش!

آمین ثم آمین

راقم الحروف
میاں اخلاق احمد ایم-اے
۳۳۳ شادباغ لاہور

Marfat.com

## روزہ اور اس کا فلسفہ

مولفہ: مولانا محمد بخش مسلم بی اے

اس مختصر سے کتابچے میں روزے کی دینی اہمیت اور فلسفے پر نہایت جامع بحث کی گئی ہے یہ کتابچہ تبلیغ و رہنمائی کا کام دے گا۔ (روزنامہ امروز)

روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اسکا مقصد اور فلسفہ کیا ہے؟ یہ جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ (روزنامہ کوہستان) قیمت ..۔۴ روپے

## غزوۂ بدر

مفکرِ اسلام محمد بخش مسلم بی اے

مصنف کی ایک کامیاب تصنیف ہے مصنف نے مدد حق، معجزہ رسولؐ، عزم و ہمت صحابہ ایسے انداز میں دکھایا ہے گویا قارئین سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو کچھ کتاب میں مذکور ہے۔

کتاب سب کے لیے عموماً بچوں کے لیے خصوصاً مفید ہے۔

قیمت: ۳ روپے

## رہبرِ اسلام

میاں اخلاق احمد ایم اے

مصنف نے کتاب میں چاروں اماموں، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے حالات زندگی نہایت سادہ اور عام فہم طریقے سے لکھے ہیں۔ (زیر طبع)

ناشر: اردو پبلشرز کاچھو منزل۔ جمال پارک مصری شاہ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

# "انسان"

## (ناول)

### از ڈاکٹر صلاح الدین اکبر

ایک طرف دس دس منزل اونچی بلڈنگیں سڑکوں پر ب
لمبی موٹروں کی قطاریں اور دوسری طرف ہزاروں کاغذی جھونپڑ
ایک طرف وھسکی اور ریس پہ بہانے کے لئے لاکھوں روپے کی ت
دوسری طرف صاف سادہ پانی بھی میسر نہ ہو۔

اسکی ایک جھلک آپ کو ڈاکٹر صلاح الدین اکبر کے
میں ملے گی۔

(۱) آپ کا ناول "انسان" میری نظر سے گذرا اور بہت د
معلوم ہوا یہ ناول دلاویز بھی ہے اور اخلاق پرور بھی

منظور قادر
سابق وزیر خارجہ

(۲) یہ ناول ایک بگڑے ہوئے معاشرہ میں احساس ذمہ داری
جاننے اور عملی جامہ میں ڈھلنے کی داستان ہے۔

(ادب لطیف

(۳) ڈاکٹر صلاح الدین اکبر کا یہ ناول تو اس قابل ہے
حکومت اس کتاب کے ہزاروں نسخے خرید کر
تقسیم کرے۔
ہفتہ وار نع

قیمت CO

**ناشر! اردو پبلشرز کاچھو منزل**
**جمال پارک مصری شاہ لاہور**

Marfat.com

35

# تذکرہ
# حضرت شاہ بلاول قادری

مرتبہ و مولفہ
میاں اخلاق احمد ایم اے

Marfat.com